عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۲۸ | ۱۷ تا ۲۴ رمضان ۱۴۳۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵ ستمبر ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۳۴

قانونِ توہینِ رسالت کی منسوخی کی سازش

لیلۃ القدر اور اعتکاف

علامہ علی شیر حیدری شہید

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

نماز تراویح میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا

عبداللہ کاکڑ،کوئٹہ

س:...... اگر کوئی قرآن کریم کا حافظ نہ ہو تو وہ قرآن کریم دیکھ کر تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... نماز میں دیکھ کر قرآن پڑھنے سے فقہائے احناف کے ہاں نماز ٹوٹ جاتی ہے، کیونکہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اس لئے نماز میں دیکھ کر قرآن پڑھنا یا تراویح میں ایسا کرنا ناجائز ہے بلکہ نیکی برباد، گناہ لازم کا مصداق ہے۔

تراویح کے بغیر روزہ

نعمان خان، کراچی

س:...... نماز تراویح کی ادائیگی کے بغیر روزہ رکھنا کیسا عمل ہے؟ نیز اگر کوئی مجبوری کی بنیاد پر تراویح نہ پڑھے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... تراویح سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر کسی محلے اور علاقے کے سب لوگ تراویح پڑھنا چھوڑ دیں تو مسلمان حکمران کو ان کے خلاف جنگ کرنا چاہئے تاہم اگر کبھی مجبوری سے کسی کی تراویح رہ گئی ہو تو تراویح کے بغیر روزہ درست ہے۔

سفر میں سحری اور افطار کا مسئلہ

سید محمد ناصر، لندن

س:...... سفر کے دوران روزے کے متعلق کیا حکم ہے؟ اگر ایسی صورت ہو کہ میں نے سحری ایک ملک میں کی اور بعد ازاں کچھ ہی دیر بعد فضائی سفر کے ذریعے دو تین گھنٹوں میں ایک ایسے ملک پہنچا، جہاں افطار کا وقت تھا، اس دوران کم و بیش تین چار گھنٹے کا فرق ہوا۔ اس صورت میں روزے کے متعلق کیا حکم ہے، افطار کے لئے کس کا اعتبار ہوگا؟

ج:...... آدمی سحری کے وقت جس ملک میں ہو گا سحری وہاں کے اعتبار سے کرے گا اور افطار کے وقت جس ملک میں ہو افطار وہاں کے وقت کے حساب سے کرے گا۔

سحری کر کے نیت بھول جانا

ضیاء احمد، کراچی

س:...... اگر کوئی شخص سحری کر کے سو جائے اور روزہ رکھنے کی نیت کرنا بھول جائے تو کیا اس کا روزہ قبول ہوگا؟

ج:...... جی ہاں! اس کا روزہ ہو گیا، کیونکہ رمضان میں سحری کے وقت اٹھنا اور سحری کھانا، بجائے خود نیت ہے اور نیت تو دل کے ارادے کا نام ہے اور وہ اس کے دل میں تھی تب ہی تو وہ سحری کے لئے جاگا۔

باجماعت وتر کی صورت میں اگر کوئی رکعت رہ جائے

ظفر اقبال، راولپنڈی

س:...... رمضان المبارک کے مہینے میں نماز تراویح کے بعد وتر کی جماعت ہوتی ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں اگر کسی شخص کی وتر نکل گئی تو وہ اسے کیسے لوٹائے گا، کیونکہ لوٹانے کا قاعدہ ہے کہ جیسی گئی ویسی لوٹا دی جائے، امام کی تیسری رکعت اس کی دوسری رکعت ہوگی تو وہ دعائے قنوت کب پڑھے گا؟

ج:...... رمضان المبارک میں اگر کسی کی وتر کی جماعت نکل گئی تو سال کے باقی دنوں کی طرح وہ اسے بلا جماعت ادا کرے گا۔ اگر کسی کی وتر کی جماعت میں پہلی رکعت نکل جائے تو وہ امام کے ساتھ امام کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ لے گا، لیکن جب امام سلام پھیر لے تو وہ اٹھ کر اپنی باقی ماندہ رکعت کو اس طرح پورا کرے کہ پہلے ثنا، پھر سورۂ فاتحہ اور آخر میں سورۃ پڑھ کر رکعت پوری کرے اور قعدہ میں بیٹھ کر سلام پھیرے اور اپنی نماز پوری کرے۔

اگر روزے کی حالت میں کان میں پانی چلا جائے؟

جمال الدین، کراچی

س:...... اگر روزے کی حالت میں غیر ارادی طور پر کان میں پانی چلا جائے تو کیا اس صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

ج:...... روزے کی حالت میں کان میں پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا فتویٰ اسی پر ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ ۱۷تا۲۴ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ مطابق ۸تا۱۵ ستمبر ۲۰۰۹ء شمارہ:۳۴

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قانون توہین رسالت کی منسوخی کی سازش	۴	مولانا سعید احمد جلال پوری
چناب نگر میں ربوہ قادیانیت کورٹ	۸	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
امیرالمؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت	۱۰	مولانا محمد نافع مدظلہ
۷ستمبر.. تاریخ ساز دن آئینی تقاضے...(۲)	۱۲	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
مسائل زکوٰۃ	۱۵	مولانا محمد رمضان لدھیانوی
علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ	۱۹	مولانا سعید احمد جلال پوری
لیلۃ القدر اور اعتکاف	۲۲	قاری سعید الرحمٰن

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکا،کینیڈا،آسٹریلیا:۹۵ڈالر،یورپ،افریقہ:۷۵ڈالر،سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ ،ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس:۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

قانون توہین رسالت کی منسوخی کی سازش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

بلاشبہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اکابر و اسلاف کے ادب و تکریم اور عزت و احترام کی تعلیم دیتا ہے، اس لئے وہ تمام انبیاؑ، رُسل، ملائکہ اور آسمانی کتب پر ایمان لانے اور حسب مراتب ان کے حقوق و آداب بجالانے کی تلقین کرتا ہے۔

اس کے برعکس قادیانیت چونکہ اسلام کی ضد ہے، اس لئے اس کی جڑ اور بنیاد میں بے ادبی اور گستاخی کا عنصر شامل ہے، بلکہ اگر یوں کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ قادیانیت کا خمیر ہی اسلام، پیغمبر اسلام اور مقدس ہستیوں کی توہین و تنقیص سے اٹھایا گیا ہے، اس لئے ناممکن ہے کہ کوئی قادیانی، گستاخی و بے ادبی کا مرتکب نہ ہو، بلکہ صحیح معنی میں کوئی قادیانی اس وقت تک قادیانی نہیں کہلا سکتا، جب تک وہ توہین انبیاء و رسل کا مرتکب نہ ہو۔

دیکھا جائے تو اس میں قادیانیوں کا کوئی قصور نہیں ہے، اس لئے کہ قادیانیت کی بنیاد اور اس کے وجود کا سبب ہی: ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کے استعماری فلسفہ کا مرہون منت ہے۔ چنانچہ جب تک برطانوی استعمار ہندوستان پر مسلط رہا، وہ اپنے اس خود کاشتہ پودے... مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ناپاک ذریت... کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتا رہا، آزادیٔ ہند اور تقسیم ملک کے بعد اگرچہ برطانوی استعمار یہاں سے چلا گیا، مگر قادیانی گروہ اپنی روش بد پر قائم رہا اور وہ حسب سابق مسلمانوں کی مقدس ہستیوں اور حضرات انبیاء کرام و رسل کی توہین و تنقیص کرکے مسلمانوں کے سینے چھلنی کرتا رہا۔

چنانچہ جب قادیانی استعمار کی جارحیت حد سے بڑھنے لگی اور اس نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ میں تبدیل کرنے اور مسلمانوں پر اپنی ناپاک حکومت قائم کرنے کی منصوبہ بندی شروع کی، تو مسلمانوں نے آگے بڑھ کر ان کے سامنے بند باندھا اور ان کی اس جارحیت کو روکنے کے لئے عوامی عدالت میں جانے کا فیصلہ کیا۔

یوں ۱۹۵۳ء کی تحریک برپا ہوئی، جس میں ہزاروں مسلمانوں اور عاشقان رسول نے جام شہادت نوش کیا اور لاکھوں افراد نے گرفتاریاں پیش کرکے قادیانیت کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کیا۔

چونکہ وقتی طور پر حکومت اور استعماری نمائندوں نے اس تحریک کو بزور قوت دبادیا، اور قادیانیوں کو اور زیادہ شہ مل گئی، اور وہ پہلے سے زیادہ جری ہوگئے، اپنی روش پر ڈٹ گئے، تاآنکہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں نے ایک بار پھر مسلمانوں کو للکارا اور ربوہ اسٹیشن کا سانحہ پیش آیا، تو پاکستان بھر کی مسلم عوام قادیانیت کی جارحیت اور اسلام دشمنی کے خلاف صف آرا ہوگئی، یہ اسی کا نتیجہ اور ثمرہ تھا کہ ۱۳ دن کی طویل بحث کے بعد پاکستان کے آئین ساز ادارہ قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو اگرچہ قانونی طور پر قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار دے دیئے گئے، مگر وہ اپنی گستاخانہ روش سے ایک دن، بلکہ ایک لمحہ کے لئے بھی پیچھے نہیں ہٹے، بلکہ وہ پہلے سے بڑھ کر اسلام، مسلمانوں، پیغمبر اسلام اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و تنقیص کرنے لگے، چنانچہ انہوں نے کھلے عام شعائر اسلام اور دینی اصطلاحات کو استعمال کرنا شروع کردیا، ستم بالائے ستم یہ کہ جب ان کو اس سے روکنے کی کوشش کی گئی تو انہوں نے حسب سابق اپنی جارحیت کا مظاہرہ

کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کر کے مسلمانوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے کا فیصلہ سنادیا، اسے قدرت الٰہی کا کرشمہ کہئے! کہ ان کی یہ حکمت عملی خود ان کی ذلت و رسوائی کا سبب بن گئی۔ اور ۱۹۸۴ء کی تحریک برپا ہوگئی جس کی برکت سے آئین میں ترمیم کر کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کردیا گیا، جس میں قرار دیا گیا کہ:

''جو شخص الفاظ کے ذریعے خواہ زبان سے ادا کئے جائیں یا تحریر میں لائے گئے ہوں، یا دکھائی دینے والی تمثیل کے ذریعے یا بلاواسطہ یا بالواسطہ تہمت یا طعن یا چوٹ کے ذریعہ نبی کریم (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتا ہے اس کو موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا۔''

اس آرڈی نینس کے اجرا اور نفاذ سے جہاں قادیانی گروہ کی جانب سے شعائر اسلام کے استعمال اور توہین انبیاء ایسی گھناؤنی ریشہ دوانیوں پر کسی حد تک روک لگ گئی، وہاں قادیانیت کا ہیڈ کوارٹر بھی مستقل طور پر پاکستان سے لندن منتقل ہوگیا۔

قادیانی استعمار اور اس کی قیادت کے لندن منتقل ہوتے ہی قادیانیوں نے پاکستان اور اسلام کے خلاف اپنا منفی پروپیگنڈا تیز تر کردیا اور انہوں نے اپنے آقاؤں کو باور کرانا شروع کردیا کہ پاکستان میں نافذ قانون توہین رسالت اقلیتوں کے خلاف لٹکتی تلوار ہے، اور اس کو اقلیتوں کے خلاف استعمال کر کے ان کو دیوار سے لگانے کے منصوبہ پر عمل ہو رہا ہے، لہٰذا اس کو ختم ہونا چاہئے یا کم از کم اس میں ترمیم ہونی چاہئے۔ چنانچہ ان کی اس دُھائی کی تائید میں امریکا، برطانیہ سمیت پوری اسلام دشمن قوتیں اس قانون کے خلاف صف آرا ہوگئیں، دوسری طرف قادیانیوں نے پاکستان بلکہ دنیا بھر کے عیسائیوں کے کان میں یہ افسوں پھونک دیا کہ تم قصداً توہین رسالت کا ارتکاب کرو، جب تمہارے خلاف توہین رسالت کا کیس رجسٹرڈ ہو جائے تو اس کی ایف آئی آر کی نقل دکھا کر بیرون ممالک پناہ کی درخواست دے دو، جس کے نتیجہ میں تمہیں بیرون ملک کی پرآسائش رہائش اور سکونت مل جائے گی۔ چنانچہ عیسائیوں نے جب ان گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا اور انہوں نے قادیانی نسخہ پر عمل کیا تو انہیں واقعی یورپ، امریکا اور جرمن وغیرہ میں پناہ مل گئی، تب قادیانیوں کی طرح عیسائی بھی اپنی غرض و مطلب کے لئے قانون توہین رسالت کی منسوخی میں ان کے ہمنوا بن گئے اور پاکستان میں آئے دن توہین رسالت کا ارتکاب ہونے لگا اور قادیانی، عیسائی گٹھ جوڑ سے اس قانون کی خلاف ورزی ہونے لگی اور دھڑا دھڑ قادیانی اور عیسائی بیرون ملک جانے لگے، یوں قادیانی عزائم کی تکمیل ہونے لگی۔

دیکھا جائے تو پاکستان میں توہین رسالت کے جتنے واقعات ہوئے یا ہو رہے ہیں، ان کے پیچھے یہی سازش کارفرما ہے، اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان بھر میں قادیانی مسلم اور عیسائی مسلم فسادات کا جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ یہ سب کچھ کیوں اور کس مقصد لئے ہو رہا ہے؟

چنانچہ گزشتہ دنوں فیصل آباد کے قریب گوجرہ شہر میں عیسائی مسلم فسادات اور کشت و خون کے گھناؤنے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے راقم الحروف نے ہفت روزہ ختم نبوت، ش:۳۱، ج:۲۸، میں تفصیل سے لکھ چکا ہے۔

پھر قانون توہین رسالت کو اقلیتوں کے خلاف لٹکتی تلوار کہنے والوں کو اس کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ اس قانون میں کہیں یہ نہیں لکھا گیا کہ اگر کوئی غیر مسلم توہین رسالت کا ارتکاب کرے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی، بلکہ ہر کسے باشد، جو بھی اس گھناؤنی حرکت کا ارتکاب کرے گا، اس کے خلاف قانون حرکت میں آئے گا۔

چنانچہ پاکستان میں رہنے والی دوسری اقلیتوں میں سے ہندو، سکھ، پارسی وغیرہ بھی ہیں، سوال یہ ہے کہ یہ قانون ان کے خلاف حرکت میں کیوں نہیں آتا؟ اس لئے ناں! کہ وہ لوگ ان جرائم کا ارتکاب نہیں کرتے، جب وہ ان جرائم کا ارتکاب نہیں کرتے تو ان کے خلاف قانون کیونکر حرکت میں آئے گا؟

لہٰذا اگر قادیانی اور ان کے اشاروں پر چلنے والے عیسائی، توہین رسالت کا ارتکاب نہ کریں تو ان کے خلاف بھی یہ قانون حرکت میں نہیں آئے گا، کیا اس قانون کے خلاف شور قیامت برپا کرنے یا اس قانون کو ختم کرانے اور اس میں ترمیم کرنے کی دُہائی دینے والوں کا مقصد صرف اور صرف یہ نہیں کہ وہ بدبخت کھلے عام توہین انبیاء کا ارتکاب کرتے رہیں، اور ان کا ہاتھ اور زبان روکنے والا کوئی نہ ہو؟ کیا ایسا ممکن ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس کے خلاف آواز اٹھانا، اس میں ترمیم کرنے کی تحریک چلانا یا اس کی منسوخی کا مطالبہ کرنا، توہین رسالت کے ارتکاب کی کھلی چھوٹ کے مطالبہ کے مترادف نہیں؟ کیا کوئی مسلمان اور باغیرت انسان اس کو برداشت کرسکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں!!

اگر تاریخ میں جھانک کر دیکھا جائے تو قانون توہین رسالت کوئی نیا نہیں، بلکہ یہ قانون انگریزی دور سے رائج اور نافذ چلا آرہا ہے، یہ دوسری بات ہے کہ پہلے یہ قانون ڈھیلا ڈھالا تھا اور اب اس کو کسی قدر مدون و مرتب کر کے موثر انداز میں نافذ کیا گیا ہے، چنانچہ متحدہ ہندوستان میں جب راجپال جیسے ازلی بدبختوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر ناپاک حملے کئے اور وہ غازی علم الدین شہید جیسے فدائیان رسالت کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچے، تو انگریزوں کو مذہبی راہنماؤں کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے باقاعدہ قانون وضع کرنا پڑا، یوں ۱۹۲۷ء کی تعزیرات ہند میں دفعہ ۲۹۵-الف ایزاد کی گئی جو مجموعہ تعزیرات ہند ۱۹۶۲ء میں بایں الفاظ مذکور ہے:

”دفعہ ۲۹۵-الف- جو کوئی شخص ارادتاً اور اس عداوتی نیت سے کہ پاکستان کے شہریوں کی کسی جماعت کے مذہبی احساسات کو بھڑکائے بذریعہ الفاظ زبانی یا تحریری اشکال محسوس العین اس جماعت کے معتقدات مذہبی کی توہین کرے یا توہین کرنے کا اقدام کرے اس کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی، جس کی میعاد دو برس تک ہوسکتی ہے یا جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔“

چوہدری محمد شفیع باجوہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

”یہ دفعہ ۱۹۲۷ء میں ایزاد کی گئی تاکہ اگر کسی مذہب کے بانی پر توہین آمیز حملہ کیا جائے تو ایسا کرنے والے کو سزا دی جاسکے۔ اس سے پہلے اس قسم کے اشخاص کے خلاف دفعہ ۱۵۳-الف استعمال ہوا کرتی تھی مگر ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ کی رو سے یہ طریقہ غلط قرار پایا۔ تقریر کرنے والے یا مضمون لکھنے والے۔“ (شرح مجموعہ تعزیرات پاکستان ص:۱۲۱،۱۲۲)

چونکہ توہین رسالت کے جرم کی سزا انگریزوں نے تجویز کی تھی اور اسے مجموعہ تعزیرات ہند میں جوں کا توں رکھا گیا تھا، اور وہ بالکل ناکافی تھی، اس لئے توہین رسالت کے واقعات میں اضافہ ہونے لگا، اس لئے ۱۹۸۲ء میں ۲۹۵-سی کا مذکورہ بالا اضافہ کر کے توہین رسالت کے سدباب کی کوشش کی گئی۔

چاہئے تو یہ تھا کہ اس دفعہ کو مزید موثر بنانے اور اس کی سزا میں شدت پیدا کر کے اس قسم کے جرائم کے سدباب اور روک تھام کا انتظام کیا جاتا، مگر افسوس کہ عدل و انصاف پر مبنی اس قانون میں بجائے شدت کے مزید تخفیف کر کے قادیانی اور عیسائی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اس میں مزید ترمیم در ترمیم کر کے اس کو گویا غیر موثر بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی، بلکہ ایک گونا توہین رسالت کے مرتکب مجرموں کی حوصلہ افزائی کی ناپاک کوشش کی گئی، چنانچہ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ شروع شروع میں جب یہ قانون نافذ ہوا تو اس کی دہشت بیٹھ گئی، پھر جب ۱۹۹۷ء میں یہ طے پایا کہ جو ملعون اس قسم کے جرائم کا ارتکاب کرے گا اس کا کیس انسداد دہشت گردی کی عدالت میں چلے گا، تو اس کے خاطر خواہ نتائج و ثمرات نکلنے لگے، چنانچہ اس کا ایک خوشگوار تیجہ یہ نکلا کہ اس قسم کے جرائم میں خاطر خواہ کمی آگئی۔

مگر افسوس کہ ۱۹۹۸ء میں ضابطہ فوجداری CRPC۱۹۶ کا اضافہ کر کے قرار دیا گیا کہ کوئی بھی شخص 295-CRPC کا مقدمہ اس وقت تک درج نہیں کرواسکے گا جب تک کہ وہ سینٹرل گورنمنٹ، صوبائی حکومت یا ایس پی اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے برابر کے کسی عہدیدار سے اس کی منظوری نہ لے لے۔

دوسرے الفاظ میں جب تک وفاقی یا صوبائی حکومت یا ایس پی اور ضلعی مجسٹریٹ کے رینک کا کوئی عہدیدار اس کی تحقیق کر کے کیس کے اندراج کی منظوری نہ دے دے، اس وقت تک توہین رسالت کے مجرم کے خلاف مقدمہ درج نہیں ہوگا۔

گویا تحقیق پہلے ہوگی اور مجرم کے خلاف ایف آئی آر بعد میں درج ہوگی، حالانکہ دنیا بھر کے کسی ملک اور قانون میں ایسا نہیں ہے کہ پہلے ارتکاب جرم کی تحقیقات کی جائیں اور بعد میں ایف آئی آر درج کی جائے، اولاً تو ایف آئی آر ہوتی ہی تحقیقات کے لئے ہے، کیونکہ جب تک کسی مجرم کے خلاف استغاثہ درج نہ ہو، اس کے خلاف تحقیقات کا کیا معنی؟ بہرحال اس دفعہ کے ذریعے توہین رسالت کے مجرموں کو ایک گونا چھوٹ دے دی گئی، اور دوسرے مجرموں کی نسبت ان کو یہ رعایت دی گئی بلکہ ان کو ایک قسم کے اختصاص و امتیاز سے نوازا گیا کہ اتنے میں تمہارے خلاف تحقیق ہو، یا ایف آئی آر درج ہو تم تب بھی فرار ہوسکتے ہو۔

دوسرے الفاظ میں ایف آئی آر کے اندراج سے قبل تحقیقات کے لئے وفاقی، صوبائی حکومت یا ایس پی اور ضلعی مجسٹریٹ کی جانب سے منظوری کی شرط سے مجرموں کو یہ فائدہ ہوگا کہ وہ تحقیقات ہونے تک بیرون ملک فرار ہوسکیں گے، اس لئے کہ عام طور پر ایسے افسران تک ہر کسی کی رسائی نہیں ہوتی اور اگر کسی کی رسائی ہو بھی جائے تو عام طور پر ایسے بڑے لوگ مصروف ہوتے ہیں اور دستیاب نہیں ہوتے، لہٰذا نہ تحقیقات ہوں گی اور نہ ایف آئی آر درج ہوگی۔

الغرض ایسا ڈھیلا ڈھالا آرڈی ننس جس کی ایف آئی آر کے اندراج کے لئے کڑی شرائط رکھی گئی ہوں، اس کی منسوخی کا مطالبہ کرنا گویا عملی طور پر ایسے

موذیوں کو توہین رسالت کی کھلی چھٹی دینے کے مترادف ہے۔

اس پر ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ سابق صدر پرویز مشرف نے اس قانون پر مزید تیشہ چلاتے ہوئے یہ قرار دیا کہ ایسے تمام کیسوں کو انسداد دہشت گردی کی عدالت سے نکال کر عام کورٹوں کے حوالہ کیا جائے، چنانچہ جیسے ہی یہ آرڈر پاس ہوا تو توہین رسالت کے جرائم کی تعداد میں ایک دم اضافہ ہوگیا، گویا اب اسلام دشمن اوران کے ہمنوا... خواہ سرکاری وزیر و مشیر ہو یا کوئی دوسرا... وہ ناموس رسالت کے مجرموں کو کھلے عام ان جرائم کے ارتکاب کی اجازت بلکہ سند جواز فراہم کرنا چاہتے ہیں، کیا کہا جائے کہ جولوگ اس قسم کا مطالبہ کررہے ہیں یا ان کے مطالبہ کو معقول قرار دے رہے ہیں، وہ مسلمان ہیں؟ یا ان کا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ محبت وعقیدت کا تعلق ہے؟ یا ان کے دشمنان کے ساتھ؟

کس قدر ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف... تو قانون توہین رسالت کو منسوخ کرنے پر زور دیا جارہا ہے اور حضرات انبیاء کرام کی عزت وناموس کو پامال کرنے کی سند جواز فراہم کرنے کا سوچا جارہا ہے، مگر دوسری طرف صدر پاکستان اور ملک بھر کی مقدس ہستیوں... فورسز اور عوامی قائدین... کے خلاف فون پر ایس ایم ایس بھیجنے والوں کے خلاف قانون بنایا جارہا ہے، لیجئے اس طرفہ تماشہ کی خبر ملاحظہ ہو:

''اسلام آباد (نمائندہ جنگ/ مانیٹرنگ سیل) وزارت داخلہ نے سیکورٹی فورسز اور عوامی قائدین کے خلاف پروپیگنڈا مہم کا نوٹس لیتے ہوئے نازیبا ای میلز اور ایس ایم ایس کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کا فیصلہ کیا ہے اور ایف آئی اے کو سائبر کرائمز ایکٹ کے تحت کارروائی کا حکم جاری کردیا ہے۔ ذرائع کے مطابق ایسے ای میلز اور ایس ایم ایس کرنے والوں کو ۱۴ سال قید تک کی سزا اور جائیداد کی قرقی بھی ہوسکے گی۔ وفاقی وزیر داخلہ رحمن ملک نے کہا ہے کہ اس سلسلے میں انٹرپول سے بھی مدد لی جائے گی اور بیرون ملک مطلوب افراد کو انٹرپول کے ذریعے واپس لایا جائے گا۔ اس سلسلے میں وزیر داخلہ نے کہا کہ پروپیگنڈا، ایس ایم ایس نے اسٹاک مارکیٹ کو کروڑوں کا نقصان پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ خواتین ارکان اسمبلی نے بھی نازیبا ایس ایم ایس کی شکایات کیں۔ انہوں نے کہا کہ اس حوالے سے ایف آئی اے نے آزاد کشمیر سے ایک شخص کو گرفتار بھی کرلیا ہے۔ نازیبا ای میلز اور ایس ایم ایس سیکورٹی فورسز اور عوامی قائدین کے خلاف بھی کئے گئے۔ رحمن ملک نے کہا کہ پوری دنیا سائبر کرائمز کے خلاف ہے اور ایس ایم ایس اور ویب سائٹ کے بارے میں تحقیقات شروع کردی ہیں۔ نجی ٹی وی سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسی طرح کی ایک مہم سیکورٹی فورسز کے خلاف انٹرنیٹ پر مذموم پروپیگنڈا کرنے والی بعض تنظیموں کے خلاف بھی شروع کی گئی ہے۔ وزارت داخلہ کی طرف سے اتوار کو یہاں جاری بیان کے مطابق وفاقی تحقیقاتی ادارہ ایف آئی اے کے ڈائریکٹر جنرل کو اس طرح کی خبروں اور میسجز پر پیغامات کی نگرانی وچیکنگ اور سائبر کرائمز ایکٹ کے تحت ایسے عناصر کے خلاف کارروائی کی ہدایت کی گئی ہے۔ ایف آئی اے نے اس حوالے سے اقدامات کئے ہیں اور اس طرح کے عناصر کے خلاف آئندہ چند دنوں میں کارروائی کی جائے گی۔''
(روزنامہ جنگ کراچی ۱۳/ جولائی ۲۰۰۹ء)

کیا کہا جائے ان بزرجمہروں کی عزت وناموس حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس سے زیادہ اہم ہے؟ یا وہ نعوذ باللہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے زیادہ مقدس ہیں؟ اگر نہیں اور یقینا نہیں تو فورسز اور عوامی قائدین کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے قانون کی منظوری اور اس کے برعکس قانون توہین رسالت کی منسوخی پر غور وفکر چہ معنی دارد؟

ہم مسلمانان پاکستان سے گزارش کرنا چاہیں گے کہ وہ اس قانون کی منسوخی کے مطالبہ اور اس پر غور وخوض کی تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور دشمنان اسلام یا ان کے آلہ کاروں کے عزائم وارادوں کو خاک میں ملادیں۔

اگر ہمارے جیتے جی آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس محفوظ نہ ہو تو ہماری زندگی سے مرجانا بہتر ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہمارے پیش نظر رہنا چاہئے کہ: ''اینقص الدین وانا حی''... کیا میرے جیتے جی دین میں کمی کی جائے... ایسا ناممکن ہے، اسی طرح حضرت امام مالک کا یہ فرمان بھی ہمارے لئے کسی تازیانہ سے کم نہیں کہ: ''اس قوم کی زندگی کا کیا فائدہ جس کے ہوتے ہوئے اس کے نبی کی توہین کی جائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس محفوظ نہ ہو۔'' خدا کرے ہماری ان گزارشات پر مسلمان غور وفکر کریں اور اس سازش کے سدباب کی سعی وکوشش کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

چناب نگر میں ردِ قادیانیت کورس

جائزہ، نتیجہ، تقریب تقسیم اسناد وانعام

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق سے ہر سال ماہ شعبان میں ''ردِ قادیانیت کورس'' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہوتا ہے۔ امسال یکم شعبان ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۵ جولائی ۲۰۰۹ء سے ۲۳ شعبان مطابق ۱۶ اگست ۲۰۰۹ء تک مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ میں یہ کورس منعقد ہوا۔ اس کورس میں ۳۸۶ حضرات نے داخلہ لیا، جن میں مدرسین، فارغ التحصیل علماء، دینی مدارس کے درجہ رابعہ اور اس سے اوپر کے طلبا کرام، اسکولوں، کالجز کے طلبا عزیز، تاجر، ملازم، غرضیکہ زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات نے بہت شوق سے حصہ لیا، اس سال بھی چاروں صوبوں، آزاد کشمیر سمیت پورے ملک سے شائقین نے شرکت سے سرفراز فرمایا، تبلیغی مرکز رائے ونڈ کے فضلاء بھی شریک ہوئے۔ علماء کرام کے جوڑ کی وجہ سے انہیں جلدی واپس جانا پڑا، بعض رفقاء اپنی گھریلو ضروریات یا بیماری کے باعث اجازت لے کر درمیان کورس سے چلے گئے یا جن حضرات کی حاضریاں مکمل نہ تھیں وہ امتحان میں شریک نہ ہوسکے، جن حضرات نے امتحان دیا ان کی تعداد ۳۴۶ تھی۔

پہلا امتحان:

ہر سال پڑھائی کے آخر پر ایک پرچہ ہوتا تھا، اس سال تجرباتی طور پر تین پرچے ہوئے یہ تجربہ بہت مفید اور کامیاب رہا، آئندہ سے اسے لازمی قرار دیا جائے گا۔ پہلے ہفتہ میں قادیانی شبہات حصہ اول جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے مکمل کتاب مولانا غلام رسول دین پوری صدر مدرس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر نے پڑھائی۔ ۸ شعبان کو اس کا پرچہ ہوا، دس سوال تھے اور تمام لازمی تھے اور سوال اتنے جامع تھے کہ ڈھائی سوصفحے کی کتاب کے تمام مباحث ان سوالات میں آگئے، اللہ رب العزت نے کرم کا معاملہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

فرمایا کہ تمام ساتھیوں نے بھرپور تیاری سے شرکت فرمائی اور پرچہ کو بہت عمدہ طریق پر حل کیا، فللحمد للہ۔

دوسرا امتحان:

قادیانی شبہات جلد دوم جو حیات عیسیٰ علیہ السلام کے مباحث پر ساڑھے تین سوصفحات سے زائد پر مشتمل ہے، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد راشد مدنی، مولانا غلام رسول دین پوری نے پڑھائی۔ اس کا امتحان ۱۵ شعبان کو ہوا۔ اس کا نتیجہ بھی اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے اطمینان بخش رہا۔

وقت تعلیم:

پہلے دن سے آخری دن تک روزانہ جو تعلیم کا وقت طے کیا گیا، وہ اس طرح تھا: صبح آٹھ بجے سے بارہ بجے تک تعلیم، ۱۲ بجے سے ساڑھے بارہ بجے کھانا، ساڑھے بارہ بجے سے اذان ظہر تک وقفہ آرام، ظہر کے بعد سے عصر تک تعلیم، بعد از عصر کتاب آپ بیتی حضرت شیخ الحدیثؒ کی مختصر تعلیم، مغرب تک وقفہ، بعد از مغرب کھانا شام، بعد از عشاء تا گیارہ بجے شب تعلیم، تقاریر، سوال وجواب، تکرار، اس کے لئے پندرہ پندرہ ساتھیوں کے گروپ بنائے گئے، ہر گروپ پر ایک نگران مقرر کیا گیا، دن کو جو کتاب پڑھتے اس سے تقریر اس کی دھرائی، اس کا تکرار یہ تجربہ بہت کامیاب رہا، پہلے دو ہفتہ تقاریر کی نگرانی مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد راشد مدنی نے کی۔ آخری عشرہ کی نگرانی مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا فقیر اللہ اختر نے فرمائی۔ تقریری مقابلہ کے تمام امور کی نگرانی اور فیصلہ مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا غلام مصطفیٰ نے سرانجام دیئے۔

بہاول پور مجلس کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے پہلے عشرہ میں کھانا پکوانے کی نگرانی اپنے ذمہ لئے رکھی، باقی دو ہفتہ مولانا عبدالرشید مبلغ مظفر گڑھ ڈیرہ غازی خان نے مطبخ کے جملہ امور کی بھرپور نگرانی فرمائی۔

داخلہ، خارجہ، ریکارڈ کی ترتیب عصر کے بعد خواندگی کتاب، علاج معالجہ، سامان کی فراہمی، صبح و شام کی حاضری، اساتذہ کے وقت کی تقسیم کے جملہ امور مولانا عزیز الرحمن ثانی نے اپنے ذمہ لئے رکھے، انہیں کامیابی سے نبھایا بلکہ نبھانے کا حق ادا کیا۔ مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا عبدالرشید نے آپ کی معاونت کا حق ادا کیا، فللحمد للہ۔

تیسرا امتحان:

کذب مرزا، اس موضوع پر مولانا محمد قاسم رحمانی نے لیکچر دیئے، تحریک ہائے ختم نبوت پر مولانا عزیز الرحمن ثانی کے لیکچر ہوئے۔ ہمیں ختم نبوت کا کام کیسے کرنا چاہئے اس پر مولانا محمد اسماعیل شجاع

آبادی، مولانا قاضی احسان احمد کے لیکچرز ہوئے۔ حجیت حدیث پر حضرت مولانا عبدالقدوس قارن استاذ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، مسیحی عقائد پر مولانا غلام مرتضی مدرس دارالعلوم مدینہ ڈسکہ، بائبل میں سے بشارات مولانا محمد انور اوکاڑوی رئیس شعبہ دعوت وارشاد خیرالمدارس ملتان، ختم نبوت کی اہمیت اور ہماری ذمہ داری پر حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، قادیانیوں سے سوالات جناب الحاج اشتیاق احمد مدیر بچوں کا صفحہ روزنامہ اسلام، تحفظ ناموس رسالت پر جناب محمد متین خالد کے لیکچر ہوئے۔ ان تمام مضامین کا آخری پرچہ ۲۲ شعبان کو ہوا۔

حضرات علماء کرام کی تشریف آوری:

کورس کے دوران میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، حضرت مولانا مفتی خالد محمود رکن مرکزی مجلس شوریٰ وناظم اعلیٰ اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ، مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری رئیس جامعہ رحیمیہ ملتان، حضرت مولانا مفتی محمد حسن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور، شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ (رائے ونڈ) حضرت مولانا محمد ظفر قاسم رئیس وشیخ الحدیث جامعہ خالد بن ولید وہاڑی، یادگار اسلاف مولانا قاری محمد یٰسین رئیس وبانی جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کا بھی ایک ایک لیکچر ہوا۔ ایک سبق میں مولانا سیّد محمد زکریا بن حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ مدظلہ مہتمم جامعہ عبیدیہ نے بھی شرکت سے ممنون فرمایا۔ جامعہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور کے رئیس وشیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء الرحمٰن دامت برکاتہم بھی اپنے ہمسفر مدرسین سمیت تشریف لائے اور ڈھیروں دعاؤں سے ممنون احسان فرمایا۔

نتیجہ کی ترتیب:

پہلے پرچہ کی مارکنگ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا محمد راشد مدنی نے فرمائی۔ دوسرے پرچہ کی مارکنگ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا غلام رسول، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا قاضی احسان احمد نے فرمائی اور آخری پرچہ کی مارکنگ میں بطور خاص مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا رحمانی اور مولانا دین پوری، مولانا محمد قاسم سیوطی مبلغ منڈی بہاؤالدین نے کی۔ نتائج کی ترتیب وتدوین، سندوں کی تیاری کے تمام امور مولانا غلام رسول، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد قاسم رحمانی نے احسن طریق پر انجام دیئے۔

تقریب اسناد:

اس تقریب میں شرکت کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ تشریف لائے، آخری دو گھنٹہ کا سبق آپ نے پڑھایا، آخری اور فجر کے بعد درس حضرت مولانا محمد ظفر قاسم نے دیا، آخری تقریب سے حضرت مولانا نور محمد مدظلہ استاذ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا، جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان مدظلہ اور مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب فرمایا، اسناد، انعامات، کتب کی تقسیم جامعہ طیبہ فیصل آباد کے قاری محمد ابراہیم رحیمی، جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کے رئیس حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب، جامعہ علیمیہ فیصل آباد کے رئیس حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مدینۃ العلم فیصل آباد کے رئیس مولانا محمد وقاص، حضرت مولانا قاری محمد یعقوب چنیوٹ جامعہ فاروقیہ کے حضرت مولانا قاری محمد یامین گوہر، جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد جمیل الرحمٰن، جامعہ امدادیہ چنیوٹ کے رئیس حضرت مولانا سیف اللہ مدظلہ، جامعہ محمدیہ فیصل آباد کے بانی ومہتمم حضرت مولانا عبدالرزاق مدظلہ، شریعت کونسل پنجاب کے امیر مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، جھنگ مدرسہ فیض القرآن کے قاری عبدالرحمٰن، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر کے دست مبارک سے ہوئی۔

اول، دوم اور سوم آنے والے حضرات کو حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے اسناد و انعامات سے نوازا۔ آخری دعائے خیر جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث اور حضرت قبلہ سیّد نفیس الحسینیؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد یوسف خان نے فرمائی۔

کورس کے دوران حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینیؒ کے خلیفہ مجاز وخادم خاص جناب سیّد رضوان بھی ایک روز کے لئے تشریف لائے اور آخری تقریب میں شرکت سے سرفراز فرمایا۔ اختتامی تقریب میں مجلس کے بزرگ راہنما اور مجلس شوریٰ کے رکن الحاج قاضی فیض احمد نے جناب قاضی امتیاز احمد اور قاضی رضوان احمد کے ہمراہ خصوصی شرکت کی اور بچوں کو دعاؤں سے نوازا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے پچاس ہزار روپے سے زائد کے وظائف (فی کس اڑھائی صد روپیہ) دیئے گئے تین لاکھ روپیہ کے لاگت کی کتب طلباء کو دی گئیں۔ کھانا وعلاج معالجہ پر لاکھوں روپیہ اس کے علاوہ صرف ہوا۔ فللہ الحمد!

انتظامات، حاضری، تعلیم، نظم، امتحانی نتیجہ کا بہت عمدہ نظام وکامیابی سے ہمکنار کرنے کی اللہ تعالیٰ نے مجلس کے رفقاء کو توفیق سے سرفراز فرمایا۔ اللہ رب العزت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

امیر المومنین سیّدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت کا واقعہ

مولانا محمد نافع مدظلہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کئی عناصر آنجناب کے خلاف تھے، ان میں سے خاص طور پر خارجی لوگ تو حضرت امیر المومنینؓ کی خلافت و امارت کو کسی صورت میں برداشت کرنے پر تیار نہیں تھے۔

شعبان ۳۸ھ میں جنگ نہروان جب خارجیوں سے ہوئی ہے اور ان کے بے شمار لوگ اس جنگ میں مارے گئے تو ان لوگوں کے سینوں میں عناد کی آتش ہمیشہ بھڑکتی رہی، اور جذبہ انتقام میں یہ لوگ اپنے اپنے موقع کے انتظام میں رہے پھر آنحضرتؐ کی شہادت کا واقعہ ان لوگوں کی عداوت کے نتیجہ میں پیش آیا۔

قبل از شہادت کے حالات میں مورخین نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ قبیلہ مراد سے ایک شخص جناب علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آنجنابؓ مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے از روئے خیر خواہی آ کر عرض کیا کہ آنجنابؓ اپنی حفاظت کا انتظام فرمائیں قبیلہ مراد کے بعض لوگ آنجنابؓ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں، کوئی حارس اور نگران مقرر فرما لیں تو بہتر ہوگا حفاظتی تدبیر کی صورت میں یہ چیز ضروری ہے تو اس کے جواب میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے مسئلہ تقدیر کا بیان کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو فرشتے حفاظت کے لئے لگے ہوئے ہیں جب تقدیر غالب آ جاتی ہے تو اس شخص سے الگ ہو جاتے ہیں اور اجل ایک مضبوط ڈھال ہے۔ (طبقات لابن سعد، ج:۳، ص:۲۲)

آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شہادت کی پیشینگوئی کئی روایات میں پائی جاتی ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علیؓ کے مدینہ سے خارج ہونے کے وقت ایک بات ذکر کی تھی کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: عراق کا ارادہ ہے تو انہوں نے اس وقت کہا کہ شاید وہاں آپ پر تلوار سے وار کیا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ بات معلوم ہے مجھ پر قاتلانہ حملہ ہوگا... الخ۔ (مسند الحمیدی، ص:۱۰، ج:۱، تحت احادیث علی بن ابی طالبؓ)

مختصر یہ ہے کہ کئی روایات میں موجود ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنے قتل کے متعلق نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پیشگوئی معلوم تھی اور آپ اس پر یقین رکھتے تھے اور اس سے خائف نہیں تھے اور رضا بالقضا کے مسئلہ پر عمل کئے ہوئے تھے۔

قاتلانہ حملہ:

جنگ نہروان کے بعد مکہ شریف کے حرم میں تین خارجی جمع ہوئے اور انہوں نے ایک منصوبہ تیار کیا اور اس کے پورا کرنے کے لئے اپنی جانوں کو فدا کرنے کا عہد کیا، ان کا خیال تھا کہ جب تک یہ تین شخص یعنی علی بن ابی طالبؓ، معاویہ بن ابی سفیانؓ اور عمرو بن العاصؓ زندہ ہیں تو امن قائم نہیں ہو سکتا، اور ان کے قتل کرنے سے اہل بلاد کو راحت پہنچانی لازم ہے اور ان لوگوں نے ہمارے بھائی کو قتل کیا ہے، پس ان تینوں شخصوں کا خاتمہ ضروری ہے۔

اس پر انہوں نے آپس میں اس طور پر معاہدہ کیا کہ عبدالرحمٰن ملجم مرادی نے کہا کہ علیؓ کے قتل کا میں ذمہ لیتا ہوں اور برک بن عبداللہ نے کہا کہ معاویہ کو ختم کرنے کا میں عہد کرتا ہوں اور عمرو بن بکر نے کہا کہ عمرو بن العاص کے ہلاک کرنے کے لئے میں تمہیں کافی ہوں اور سترہ رمضان کی تاریخ طے کی کہ ان کے بلاد میں پہنچ کر ان تینوں پر حملہ صبح کی نماز پر کیا جائے، چنانچہ اس منصوبہ کو تمام کرنے کے لئے پختہ عہد کر کے یہ لوگ کوفہ، شام اور مصر کی طرف چل دیئے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم کوفہ میں پہنچا، حضرت علی المرتضیٰؓ کی عادت مبارک تھی کہ فجر کی نماز کے لئے بہت سویرے اٹھتے تھے اور نماز کی طرف جاتے ہوئے لوگوں کو الصلوٰۃ الصلوٰۃ کے ساتھ ندا کرتے چلے جاتے۔ ابن ملجم اپنی مخصوص تلوار کے ساتھ اندھیرے میں چھپا ہوا تھا، اس نے آپ کے سر مبارک میں زور سے تلوار لگائی جو سر میں گہری چلی گئی، خون سے جنابؓ کی ریش مبارک تربتر ہو گئی، اور لوگوں نے ابن ملجم کو پکڑ لیا، نماز کیا تھی نماز کے لئے جعدہ بن ہبیرہؓ کو آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھا دیں، پس اس نے فجر کی نماز لوگوں کو پڑھائی اور حضرت علیؓ کو اپنے گھر کی طرف اٹھا کر لایا گیا اور عبدالرحمٰن بن ملجم کو بھی جکڑ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں بچ نہ سکوں اور فوت ہو جاؤں تو اس کو قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو میں جو معاملہ مناسب سمجھوں گا

اس کے ساتھ کروں گا۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیرؒ ص:۳۲۶،۳۲۷ جلد سابع تحت صفۃ مقتل علیؓ)

حضرت امیر معاویہؓ پر حملہ:

برک بن عبداللہ خارجی ملک شام (دمشق) پہنچا اور سابقہ متعین تاریخ کو صبح کی نماز میں جب حضرت امیر معاویہؓ تشریف لائے تو اس نے اپنی تلوار سے حضرت امیر معاویہ پر وار کیا۔ حضرت امیر معاویہؓ بھاگے تو تلوار کا وار ان کی سرین پر پڑا اس طرح حضرت امیر معاویہؓ کی جان بچ گئی لیکن سخت زخمی ہوئے۔

برک بن عبداللہ کو پکڑ لیا گیا (اس حالت میں اس نے اپنے دیگر ساتھیوں کے حملہ کا پروگرام بتایا) پھر اس کو اس کے شر وفساد سے بچنے کے لئے قتل کرا دیا گیا اور حضرت امیر معاویہؓ علاج معالجہ کے بعد صحتیاب ہوگئے۔ نیز حضرت امیر معاویہؓ نے اس واقعہ کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہونے کے مقام میں مقصورہ بنوایا اور شرطی (نگران) کو بطور محافظ مقرر کرنے کا انتظام کیا۔ (مجمع الزوائد للہیثمی، ص:۱۴۲،۱۴۳، ج:۹ تاسع باب آخر احوال علیؓ)

حضرت عمرو بن العاصؓ پر حملہ:

تیسرے خارجی عمرو بن بکر نے مصر میں پہنچ کر صبح کی نماز کے وقت امام نماز پر حملہ کیا، اس روز حضرت عمرو بن العاصؓ اتفاقاً بیمار ہوگئے تھے اور اپنی جگہ پر انہوں نے نماز پڑھانے کے لئے خارجہ بن حبیبہ کو بھیجا تھا۔ خارجی کے حملے میں خارجہ موصوف قتل ہوگئے اور عمرو بن العاصؓ بچ گئے۔ عمرو بن بکر خارجی پکڑا گیا، جب اسے حضرت عمرو بن العاص کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپؓ نے فرمایا: تو نے میرے قتل کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے خارجہ کی موت کا ارادہ فرمایا۔

مختصر یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا گیا تا کہ مبدا فساد ختم ہو جائے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر حملہ ہوا ہے تو وہ نہایت شدید تھا، اس میں سے جانبر ہونے کی امید نہ رہی، اس موقع پر متعدد چیزیں پیش آئی ہیں۔

استخلاف کا مسئلہ:

ایک آنجنابؓ کے استخلاف اور قائم مقامی کا مسئلہ تھا تو بعض حضرات نے عرض کیا کہ آنجناب اپنا خلیفہ مقرر فرمایئے تو حضرتؓ نے ارشاد فرمایا:

یعنی میں اپنا خلیفہ مقرر نہیں کرتا لیکن میں تمہیں اس حالت پر چھوڑتا ہوں جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو چھوڑا تھا (آپؐ نے کسی کو اپنا نامزد خلیفہ مقرر نہیں فرمایا)

اور بعض دیگر روایات میں اس طرح ہے کہ جندب بن عبداللہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔

یعنی اے امیر المؤمنین! اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو ہم (آپ کے فرزند) حسنؓ کے ہاتھ بیعت (خلافت) کریں؟ تو آنجنابؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں نہ تم کو اس بات کا حکم کرتا ہوں اور نہ اس بات سے منع کرتا ہوں، تم خود اس بات کو جس طرح بہتر سمجھو۔

بعض وصایا:

اس کے بعد آنجنابؓ نے اپنے صاحبزادوں حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو کتاب وسنت پر قائم رہنے، تقویٰ اور پرہیزگاری سے متعلق سے وصایا فرمائے اور محمد بن حنفیہ کے حق میں بھی ان کو وصیت فرمائی، ان کے ساتھ بہتر معاملہ رکھنا ہوگا۔ (البدایہ لابن کثیرؒ ص:۳۲۷، ج:۷، تحت صفۃ مقتل علیؓ) اسی طرح بہت سے وصایا علماء نے لکھے ہیں جن کی تفصیلات اپنے مقام پر موجود ہیں، یہاں ہم نے اجمالاً دو تین چیزیں ذکر کی ہیں۔

جس وقت آنجنابؓ پر ابن ملجم نے حملہ کیا ہے تو حملہ کے بعد اس کو پکڑنے کی جو کوشش کی گئی تھی، اس میں علماء نے یہ بات لکھی ہے کہ مغیرہ بن نوفل بن حارث (ہاشمی) نے ابن ملجم کو پکڑنے کے لئے اس پر ایک چادر ڈالی اور لپیٹ کر زمین پر دے مارا اور اس کے ہاتھ سے تلوار کھینچ لی اور پھر اسے قید خانہ میں دے دیا۔ (الاصابہ لابن حجرؒ ص:۲۲۳، ج:۳)

امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ابن ملجم نے جامع مسجد کوفہ میں سترہ رمضان المبارک ۴۰ھ کو صبح کے وقت حملہ کر کے آنجناب کو شدید زخمی کر دیا تھا تین روز بعد تریسٹھ سال کی عمر میں آپؓ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کی شہادت کے بعد ابن ملجم کو سنگین طریقہ سے قتل کر دیا گیا۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیرؒ ص:۳۲۷،۳۲۸ جلد سابع)

غسل کفن دفن اور صلوٰۃ جنازہ:

سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد ان کے غسل اور کفن کا انتظام اس طرح کیا گیا کہ جنابؓ کے صاحبزادے سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ اور جناب کے برادرزادے عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے جناب کو غسل دیا اور کفن پوشی کی۔ آنجناب کا کفن تین کپڑوں پر مشتمل تھا جس میں قمیص نہیں تھا۔ (طبقات لابن سعد ص ۲۵، ج:۳)

اس کے بعد جنابؓ پر نماز جنازہ کی تیاری ہوئی، علماء تراجم نے یہاں ذکر کیا ہے کہ آنجنابؓ پر آپ کے صاحبزادے سیدنا حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیروں کے ساتھ یہ نماز ادا کی۔ (المستدرک حاکم ص ۱۴۳، ج۳ تحت مقتل امیر المؤمنین علیؓ)

عمر مبارک وعہد خلافت:

سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے وقت آنجناب کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی اور آنجنابؓ کی خلافت کی مدت چار سال اور نو ماہ ہے۔ (طبقات لابن سعد ص:۲۵، ج:۳ تحت تذکرہ حضرت علی المرتضیٰ)

☆......☆......☆

۷ ستمبر

دوسری قسط

تحریر: مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

تاریخ ساز دن آئینی تقاضے تاریخی جائزہ

''جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا گناہ عظیم ہے ٹھیک اسی طرح کسی کافر کو مسلمان کہنا بھی بڑا عظیم جرم ہے اگر علماء امت اس فریضہ میں کوتاہی کریں تو ادائے فرض کی کوتاہی میں عنداللہ مجرم ہوں گے البتہ یہ ضروری ہے کہ اس فریضہ کی ادائیگی علم صحیح کی روشنی میں نیک نیتی سے ہو جذبات سے بالاتر ہو۔''

ایک طرف انگریز سرکار قافلہ امیر شریعت کا راستہ روکے کھڑی تھی دوسری طرف قادیانیت انگریزوں کی سرپرستی میں مصروف عمل لیکن قافلہ امیر شریعت دونوں محاذوں پر قربانیاں دیتا ہوا منزل کی طرف رواں دواں۔ اگست ۱۹۴۷ء میں اللہ تعالیٰ نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ اور اکابر دارالعلوم دیوبند کو ایک محاذ پر کامیابی عطا فرمائی اور برصغیر سے انگریزوں کا بوریہ بستر گول ہوا۔ برصغیر کے لوگوں کو انگریز کی سیاسی غلامی سے نجات ملی۔ سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا شروع کیا ہوا جہاد کامیابی سے ہمکنار ہوا، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت سید احمد شہید، حضرت اسمٰعیل شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحریک آزادی ثمر بار ہوئی، ہندوستان غلامی سے آزاد ہوا، پاکستان کی شکل میں مسلمانوں کو خطہ عطا ہوا، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت ظفر احمد عثمانی، فرزندان دارالعلوم دیوبند نے جھنڈا لہرا کر ثابت کر دیا کہ قیامت تک پاکستان کی تحریک کی کامیابی دارالعلوم دیوبند کی مرہون منت ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے تحفظ کی ذمہ داری شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا، حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے کندھوں پر اٹھائی اور یوں آج مسلمانان ہندوستان سربلندی اور غیرت کی زندگی گزارتے نظر آتے ہیں۔ انگریز جاتے جاتے اپنی ذریت مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کو پاکستان پر مسلط کر گیا اور ظفر اللہ قادیانی کی شکل میں پاکستان کو وزیر خارجہ ملا اور بڑی بڑی اسامیوں پر قادیانیوں کو فائز کرا دیا گیا۔ ظفر اللہ قادیانی نے پاکستان کی وزارت خارجہ کو قادیانی جماعت کا مرکز بنا دیا اور ہر قادیانی افسر قادیانیت کا مبلغ بن گیا، تمام سفارت خانے اور فوجی چھاؤنیاں قادیانیت کا مرکز بن کر قادیانیت کی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئیں اور مرزا بشیر الدین محمود پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کا خواب دیکھنے لگا ۱۹۵۲ء میں اعلان کیا کہ ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ پاکستان قادیانی ریاست بن جائے تاکہ ہمارے جھوٹے نبی کی پیشگوئی پوری ہو اور قادیانیت کی سربلندی اور فتح حاصل ہو۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنے بچے کچھے ساتھیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ:

''تحریک آزادی میں کامیابی اور انگریز کی غلامی سے نجات کے بعد اب میرا ایک ہی مشن رہ گیا ہے قادیانیت کی سرکوبی۔''

کیونکہ میرے شیخ و مربی محدث العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ نے میرے ذمہ یہ فریضہ لگایا تھا، اب پاکستان میں صرف اس ایک محاذ کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنا چاہتا ہوں، جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا میں کوئی کام کرنے سے معذور ہوں اب پاکستان میں مرزائیوں نے پر پرزے نکالنا شروع کئے ہیں اور مرزا بشیر الدین نے قادیانی اسٹیٹ بنانے کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے ہیں اور میں میدان عمل میں اس کو ناکام بنانے کے لئے اترنا چاہتا ہوں۔ اب تک مقابلے میں انگریز تھا اب اس کی ذریت ہے اس لئے طریقہ جہاد تبدیل کرنا ہوگا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، حضرت مولانا محمد حیات، حضرت مولانا لال حسین اختر، مولانا [illegible] یوسف [illegible]، حضرت مولانا [illegible] جالندھری، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہم اللہ تعالیٰ اور قافلہ امیر شریعت کے جاں نثاروں نے امیر شریعت کے اس فیصلے کو سراہتے ہوئے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور یوں قافلہ امیر شریعت مجلس تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے اپنے مشن پر رواں دواں ہو گیا۔ دسمبر ۱۹۵۴ء کی آخری رات امیر شریعت

سیدعطاءاللہ شاہ بخاری نے چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس میں اعلان کیا:

"مرزا بشیر الدین محمود تیرے جھوٹے باپ کی طرح تیری جھوٹی خواہش' جھوٹا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا' پاکستان ختم نبوت کے پروانوں کا ہے اور جاں نثاران ختم نبوت کا رہے گا' اس ملک میں عقیدۂ ختم نبوت کا بول بالا ہوگا' جھوٹی نبوت کا قبرستان پاکستان بنے گا۔"

اور پھر تاریخ نے قربانیوں کی ایک نئی داستان رقم کی۔ عظمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی دیوانہ وار اپنے آقا کی عظمت کے لئے قربان ہوتے رہے۔ لاہور شہر کے مسلمانوں نے نئی تاریخ رقم کی' ایک دن میں دس ہزار نوجوانوں نے خوشی خوشی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کرکے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے خوابوں کو چکنا چور کردیا' پورے پاکستان میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سمیت ایک لاکھ سے زائد علماً کرام اور جاں نثاران ختم نبوت گرفتار کرکے پس دیوار زندان کردیے گئے' ہزاروں جاں نثاران ختم نبوت کو سزائیں سنائی گئیں' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اوران کے ساتھیوں نے جیل میں چکیاں پیسیں' قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ کراچی سمیت پاکستان کے کسی حصے میں تقریر نہ کرسکے' تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں اگرچہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا جاسکا لیکن سر ظفر اللہ اور قادیانی گروہ اپنے مکروہ عزائم میں ناکام ہوا' پاکستان قادیانی اسٹیٹ بننے سے بچ گیا۔ سر ظفر اللہ بوریا بستر لپیٹ کر عالمی عدالت کی طرف کوچ کرگیا' پاکستان کا ایک ایک شہری قادیانیت کے مکروہ عزائم سے آگاہ ہوا۔ تحریک ۱۹۵۳ء میں خون شہیداں نے جوشمع قوم کے دلوں میں روشن کی اس کی روشنی آہستہ آہستہ چاروں طرف پھیلنی شروع ہوئی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اپنے فریضہ کی ادائیگی کرتے ہوئے ۱۹۶۱ء میں رب کائنات کے دربار میں سرخرو ہوکر پہنچ گئے تو جانشینی کی سعادت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے حصے میں آئی' قافلہ امیر شریعتؒ تن من کی بازی لگاتے ہوئے قادیانیوں کو جسد ملت اسلامیہ سے خارج کرنے کے لئے کوشاں رہا' دست قضا نے قاضی صاحبؒ کو اس کی مہلت نہیں دی بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے کامیاب وکامران محبوب حقیقی کی طرف روانہ ہوگئے' اب امیر شریعتؒ کے قافلہ ختم نبوت کی ذمہ داری کا عظیم الشان بوجھ مولانا محمد علی جالندھریؒ کے کاندھوں پر آپڑا' جن کی زندگی ہی ختم نبوت کے کام سے متعارف تھی' قافلہ ختم نبوت حکومت کی امداد وتعاون کے بغیر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے ہوئے گاؤں' گاؤں' گلی' گلی' شہر شہر مسلمانان پاکستان کے ایمان کی حفاظت اور قادیانیت کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے چٹان بنا اور قادیانیت کی ارتدادی کوششوں کے سامنے بند باندھتا رہا' قدرت کی طرف سے ابھی امتحان کا سلسلہ باقی تھا اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار نہیں پائے تھے کہ مولانا محمد علی جالندھریؒ بھی اپنے ساتھیوں کے پاس ابدی راحت وسکون کی جگہ پہنچ گئے تو اس کٹھن کام کی ذمہ داری کے لئے مولانا لال حسین اخترؒ کا نام تجویز ہوا کیونکہ قافلے نے تو امیر کے ساتھ چلنا ہی ہے لیکن مولانا لال حسین اخترؒ بھی ساتھیوں کی جدائی زیادہ دیر برداشت نہ کرسکے اور کچھ ہی عرصہ میں ساتھیوں سے جاملے۔ اب عارضی طور پر مولانا محمد حیاتؒ نے قافلہ امیر شریعت کو سنبھالا لیکن اس ذمہ داری سے عذر ومعذرت کرتے رہے تا آنکہ قدرت کی طرف سے حضرت انور شاہ کشمیریؒ کی دعاؤں اور حضرت امیر شریعتؒ اور سالاران و جاں نثاران ختم نبوت کی قربانیوں کے اظہار قبولیت کا وقت آگیا تو قافلہ امیر شریعت نے تمام جاں نثاروں کی طرف سے جانشین انور محدث العصر حضرت العلامہ سید محمد یوسف بنوریؒ پر سالار قافلہ امیر شریعتؒ بننے کا شدید اصرار ہوا۔ ساتھی اصرار کیوں نہ کرتے ان کی آنکھوں کے سامنے حضرت امیر شریعتؒ کا یہ واقعہ بار بار آجاتا جو حضرت بنوریؒ اپنی زبان سے اس انداز میں مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے اور بعض دفعہ وجد میں آجاتے' کیونکہ آپ کو حضرت کشمیریؒ سے عشق اور حضرت امیر شریعتؒ سے محبت زیادہ تھی' فرماتے تھے:

"ایک مرتبہ میں حضرت امیر شریعتؒ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ فالج کی وجہ سے معذوری کی حالت میں تھے اور کافی بیمار تھے' میں نے اطلاع کی، حضرت امیر شریعتؒ تشریف لائے' میں نے مصافحہ اور معانقہ کیا اور کہا یوسف بنوری' حضرت امیر شریعت نے فرمایا: نہیں' میں نے خیال کیا کہ بیماری کی وجہ سے پہچان نہیں سکے یا سن نہیں سکے تو دوسری مرتبہ بلند آواز سے کہا۔ اس پر بھی آپ نے جواب میں فرمایا: نہیں۔ میں نے تیسری مرتبہ زور دے کر کہا تو حضرت امیر شریعتؒ نے میرا چہرہ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا: یوسف بنوری نہیں۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ' انور شاہ کشمیریؒ۔"

گویا حضرت شاہ صاحب نے اپنی وفات سے پہلے پیشگوئی فرمادی تھی کہ انور شاہ کشمیریؒ کا مشن ان کے جانشین کے دور میں ہی مکمل فتح وکامرانی سے سرفراز ہوگا۔ جانشین حضرت کشمیریؒ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو اپنے مزاج اور طریقے کے خلاف

جاں نثاران ختم نبوت کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے اور ۱۵/ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ بمطابق ۹/ اپریل ۱۹۷۴ء کو عاشق رسول شیخ الحدیث والتفسیر پیکر تواضع، جرأت رندانہ کے امین، مرشد العلماء حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ اپنے شیخ محدث العصر آیت من آیات اللہ حضرت اقدس سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے مشن کے امین بن کر قافلہ امیر شریعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پانچویں سالار و امیر بننے کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت حضرت اقدس مرشدی مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی زبان مبارک سے بار بار سنی کہ حضرت کشمیریؒ کے حکم سے جب علماء کرام نے امیر شریعت کے دست مبارک پر بیعت شروع کی تو میں (حضرت بنوری) نے پانچویں نمبر پر امیر شریعتؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ قدرت نے پہلے سے ہی وقت مقرر کر دیا تھا' حضرت بنوریؒ سالار قافلہ امیر شریعت کی حیثیت سے بھی پانچویں نمبر پر تھے۔ حضرت اقدس مولانا بنوریؒ نے قیادت سنبھالتے ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو منظم اور تیز کر دیا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا کام پاکستان سے باہر بھی پھیل گیا' ادھر مرزائی بھی زیادہ سرگرم ہو گئے' ایک طرف تو ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کی وجہ سے ان کے حوصلے بڑھ گئے' دوسری طرف انہوں نے انتخابات میں پی پی پی کی حمایت کی تھی' تیسری طرف فضائیہ کا سربراہ اور فوج کے ۱۸ سے زیادہ جرنیل قادیانی تھے' ۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ کے موقع پر فضائیہ کے طیاروں نے مرزا ناصر کو سلامی دی' گویا اب مقابلہ کانٹے کا ہو گیا تھا' دونوں گروہ فیصلہ کن مرحلے کی تیاری میں تھے' ۲۹/ مئی ۱۹۷۴ء کو وہ سانحہ پیش آ گیا جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے جانشین انور شاہ مولانا بنوریؒ قافلہ امیر شریعت کو لے کر میدان عمل میں اتر پڑے۔ نشتر کالج ملتان کے اسٹوڈنٹس یونین کے صدر ارباب عالم کے مطابق ۲۲/ مئی ۱۹۷۴ء کو کالج کے ایک سو طلباء نے سوات کا تفریحی پروگرام بنایا اور چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوئے' ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر بعض قادیانیوں نے طلباء کو تبلیغ شروع کر دی' جس پر طلباء اور قادیانیوں میں تصادم ہوتے ہوتے رہ گیا' طلباء نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے اور ریل روانہ ہو گئی' ان طلباء کی ۲۹/ مئی کو چناب ایکسپریس کے ذریعہ واپسی تھی' قادیانیوں نے مرزا ناصر کے حکم پر (جیسا کہ اس نے ۲۳/ مئی کے خطبہ میں اشارہ کیا تھا) کہ مرزا طاہر نے غنڈہ فورس (الفرقان فورس) کے ایک ہزار سے زائد مسلح افراد کی معیت میں ۲۹/ مئی کو ربوہ اسٹیشن پر ان طلباء پر حملہ کر کے ان کو بربریت اور درندگی کا نشانہ بنایا، گاڑی آدھا گھنٹہ سے زائد کھڑی رہی' جب قادیانی غنڈے طلباء کو نعرہ ختم نبوت زندہ باد کے قصور میں ادھ موا کر چکے تو ختم نبوت مردہ باد اور مرزا غلام احمد قادیانی کی ''جے'' کے نعرے لگاتے خوشیاں مناتے اپنے سربراہ مرزا ناصر کے پاس پہنچ گئے اور جشن منانے لگے' ریل فیصل آباد کی طرف روانہ ہوئی تو طلباء زخموں سے چور کراہ رہے تھے۔

آگے کی تفصیل مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ یوں بیان کرتے ہیں:

''میں گھر میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک شخص ہانپتا کانپتا میرے گھر کے دروازے پر آیا اور آوازدی' میں بنیان میں ہی دروازے پر آیا تو مجھے دیکھتے ہی وہ بے اختیار رونے لگا اور روتے روتے ربوہ اسٹیشن کا واقعہ سنایا' واقعہ سنتے ہی میں ساکت ہو گیا' اسٹیشن سے معلوم کیا کہ ٹرین کب پہنچ رہی ہے؟ تو پتہ چلا کہ کچھ دیر میں پہنچنے والی ہے۔ میں نے تبلیغی جماعت کے امیر مفتی زین العابدینؒ حکیم عبدالرحیم اشرف اور دیگر علماء کرام اور سرکاری حکام کو اطلاع دی اور فوراً اسٹیشن کی طرف دوڑ پڑا' جیسے ہی اسٹیشن پر گاڑی پہنچی تو ایک کہرام مچ گیا' پوری ریل والے سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے' فیصل آباد کے لوگ بھی پہنچ گئے' ہزاروں افراد اشتعال کی وجہ سے توڑ پھوڑ پر آمادہ تھے' بڑی مشکل سے ان کو صبر کی تلقین کی اور زخمی طلباء کی ابتدائی مرہم پٹی کی' ان کو ایئر کنڈیشن بوگیوں میں منتقل کر کے ملتان کی طرف روانہ کیا اور ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ اس واقعہ پر احتجاج کرتے ہوئے مجرمین کو عبرتناک سزا اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا' دوسری طرف امیر مرکزیہ حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔''

حضرت بنوریؒ اس وقت بیماری کی وجہ سے سوات میں ڈاکٹروں کے مشورے سے مقیم تھے' اطلاع ملتے ہی اپنی بیماری بھول گئے اور راولپنڈی فوری طور پر پہنچ گئے' مفکر اسلام مولانا مفتی محمود' مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا غلام اللہ خان' قاری سعید الرحمن وغیرہ جمع ہوئے اور واقعہ پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ تحریک ختم نبوت کا آغاز کر دیا جائے' اور اس سلسلے میں تمام سیاسی جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی جائے' چنانچہ مشورے سے تمام جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی اور حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو امیر اور محمود احمد رضوی کو جنرل سیکریٹری بنایا گیا۔ ۲۹/ مئی سے تحریک کا آغاز ہوا۔

(جاری ہے)

مولانا محمد رمضان لدھیانوی

مسائل زکوٰۃ

زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا ایک نصاب مقرر کیا ہے کہ اس نصاب سے کم اگر کوئی شخص مالک ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، اگر اس نصاب کا مالک ہوگا تو زکوٰۃ فرض ہوگی، وہ نصاب یہ ہے:

''ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا نقد روپیہ، یا زیور، یا سامان تجارت وغیرہ۔''

جس شخص کے پاس یہ مال اتنی مقدار میں موجود ہو تو اس کو ''صاحب نصاب'' کہا جاتا ہے۔

پھر اس نصاب پر ایک سال گزرنا چاہئے یعنی ایک سال تک اگر کوئی شخص صاحب نصاب رہے تو اس پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اس بارے میں عام طور پر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر ہر روپے پر مستقل پورا سال گزرے تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، یہ بات درست نہیں بلکہ جب ایک مرتبہ سال کے شروع میں ایک شخص صاحب نصاب بن جائے مثلاً فرض کریں کہ یکم رمضان کو اگر کوئی شخص صاحب نصاب بن گیا پھر آئندہ سال جب یکم رمضان آیا تو اس وقت بھی وہ صاحب نصاب ہے تو ایسے شخص کو صاحب نصاب سمجھا جائے گا، درمیان سال میں جو رقم آتی جاتی رہی اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

اموال زکوٰۃ کون کون سے ہیں؟

مال کی تو بہت سی قسمیں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اس نے ہر ہر چیز پر زکوٰۃ فرض نہیں فرمائی، جن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے وہ یہ ہیں:

(۱) نقد روپیہ، چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو، نوٹ ہوں یا سکے۔

(۲) سونا، چاندی چاہے وہ زیور کی شکل میں ہو (خواتین کا استعمالی زیور بھی اس میں شامل ہے) یا سکے کی شکل میں ہو۔

(۳) ''سامان تجارت'' مثلاً کسی کی دکان میں جو سامان برائے فروخت رکھا ہوا ہے، اس سارے اسٹاک پر زکوٰۃ واجب ہے، البتہ اسٹاک کی قیمت لگاتے ہوئے اس بات کی گنجائش ہے کہ آدمی زکوٰۃ نکالتے وقت یہ حساب لگائے کہ اگر میں پورا اسٹاک اکٹھا فروخت کروں تو بازار میں اس کی کیا قیمت لگے گی؟ وہ قیمت نکال کر پھر اس کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ میں نکالنا ہوگا، البتہ احتیاط اس میں ہے کہ عام ''ہول سیل قیمت'' سے حساب لگا کر اس پر زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

اس کے علاوہ مال تجارت میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کو آدمی نے بیچنے کی غرض سے خریدا ہو، لہٰذا اگر کسی شخص نے بیچنے کی غرض سے کوئی پلاٹ خریدا یا زمین خریدی یا کوئی مکان خریدا یا گاڑی خریدی اور اس مقصد سے خریدی کہ اس کو بیچ کر نفع کماؤں گا تو یہ سب چیزیں مال تجارت میں داخل ہیں، اگر کوئی پلاٹ، کوئی زمین، کوئی مکان خریدتے وقت شروع ہی میں یہ نیت تھی کہ میں اس کو فروخت کروں گا تو اس کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔

یہ بات بھی مد نظر رہے کہ مالیت اس دن کی معتبر ہوگی جس دن آپ زکوٰۃ کا حساب کر رہے ہیں، مثلاً ایک پلاٹ آپ نے ایک لاکھ روپے میں خریدا تھا اور آج اس پلاٹ کی قیمت دس لاکھ ہوگئی، اب دس لاکھ پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے گی، ایک لاکھ پر نہیں نکالی جائے گی۔

کمپنیوں کے شیئرز پر زکوٰۃ کا حکم:

اسی طرح کمپنیوں کے ''شیئرز'' بھی سامان تجارت میں داخل ہیں، اور ان کی دو صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ آپ نے کسی کمپنی کے شیئرز اس مقصد کے لئے خریدے ہیں کہ اس کے ذریعے کمپنی کا منافع حاصل کریں گے اور اس پر ہمیں سالانہ منافع کمپنی کی طرف سے ملتا رہے گا۔ اس صورت میں یہ گنجائش ہے کہ شیئرز کی پوری قیمت پر زکوٰۃ دینے کے بجائے کمپنی کے تفصیلی اثاثے معلوم کریں، کمپنی کے جتنے فیصد اثاثے قابل زکوٰۃ ہوں، مثلاً پچاس فیصد تو شیئرز کی قیمت میں سے بھی صرف پچاس فیصد پر زکوٰۃ ادا کریں، لیکن اگر یہ تفصیل معلوم نہ ہو سکے تو پھر شیئرز کی پوری قیمت پر زکوٰۃ نکال لیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ نے کسی کمپنی کے شیئرز ''کیپٹل گین'' کے لئے خریدے ہیں، یعنی نیت یہ ہے کہ جب بازار میں ان کی قیمت بڑھ جائے گی تو ان کو فروخت کرکے نفع کمائیں گے، اگر یہ دوسری صورت ہے یعنی شیئرز خریدتے وقت شروع ہی میں ان کو فروخت کرنے کی نیت تھی تو اس صورت میں پورے شیئرز کی پوری بازاری قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

شیئرز کے علاوہ جتنے فائنینشل انسٹرومنٹس ہیں چاہے وہ بونڈز ہوں یا سرٹیفکیٹس ہوں، یہ سب نقد کے حکم میں ہیں، ان کی اصل قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے۔

کارخانہ کی کن اشیاء پر زکوٰۃ ہے؟

فیکٹری میں جو تیار شدہ مال ہے، اس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے، اسی طرح جو مال تیاری کے مختلف

مراحل میں ہے یا خام مال کی شکل میں ہے، اس پر بھی زکوۃ واجب ہے، البتہ فیکٹری کی مشینری، بلڈنگ، گاڑیوں وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں۔

جو قرضے آپ نے وصول کرنے ہیں:

اگر آپ نے دوسروں کو قرض دے رکھا ہے یا مثلاً مال ادھار فروخت کر رکھا ہے اور اس کی قیمت ابھی وصول ہونی ہے تو جب آپ زکوۃ کا حساب لگائیں اور اپنی مجموعی مالیت نکالیں تو بہتر یہ ہے کہ ان قرضوں کو اور واجب الوصول رقموں کو آج ہی آپ اپنی مجموعی مالیت میں شامل کرلیں، اگرچہ شرعی حکم یہ ہے کہ جو قرضے ابھی وصول نہیں ہوئے تو جب تک وہ وصول نہ ہوجائیں اس وقت تک شرعاً ان پر زکوۃ کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی، لیکن جب وصول ہوجائیں تو جتنے سال گزر چکے ہیں ان تمام پچھلے سالوں کی بھی زکوۃ ادا کرنی ہوگی۔

جو قرضے آپ نے ادا کرنے ہیں:

اسی طرح اگر آپ کے ذمہ دوسرے لوگوں کے کچھ قرضے ہیں تو پھر مجموعی مالیت میں سے ان قرضوں کو منہا کردیں، منہا کرنے کے بعد جو باقی بچے وہ قابل زکوۃ رقم ہے، اس کا ڈھائی فیصد نکال کر زکوۃ کی نیت سے ادا کردیں۔

قرضوں کے سلسلے میں ایک بات اور ذہن نشین رہے کہ قرضوں کی دو قسمیں ہیں، ایک تو معمولی قرضے ہیں جن کو انسان اپنی ذاتی ضروریات اور ہنگامی ضروریات کے لئے مجبوراً لیتا ہے۔ دوسری قسم کے قرضے وہ ہیں جو بڑے بڑے سرمایہ دار پیداواری اغراض کے لئے لیتے ہیں۔ مثلاً فیکٹریاں لگانے، یا مشینریاں خریدنے، یا مال تجارت امپورٹ کرنے کے لئے قرضے لیتے ہیں تو ان دونوں میں تفصیل یہ ہے کہ پہلی قسم کے قرضے تو مجموعی مالیت سے منہا ہوجائیں گے اور ان کو منہا کرنے کے بعد زکوۃ ادا کی جائے گی، اور دوسری قسم کے قرضوں میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کسی شخص نے تجارت کی غرض سے قرض لیا اور اس قرض کو ایسی اشیاء خریدنے میں استعمال کیا جو قابل زکوۃ ہیں، مثلاً اس قرض سے خام مال خرید لیا، یا مال تجارت خرید لیا، تو اس قرض کو مجموعی مالیت سے منہا کریں گے، لیکن اگر اس قرض کو ایسے اثاثے خریدنے میں استعمال کیا جو ناقابل زکوۃ ہیں جیسے بلڈنگ، مشینری تو اس قرض کو مجموعی مالیت سے منہا نہیں کریں گے۔

زکوۃ کا مستحق کون ہے؟

زکوۃ صرف انہی اشخاص کو دی جاسکتی ہے جو صاحب نصاب نہ ہوں، یہاں تک کہ اگر ان کی ملکیت میں ضرورت سے زائد ایسا سامان موجود ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تک پہنچ جاتا ہے تو

شاہ فہد سینٹر برائے طباعت قرآن کریم کی خدمات

محمد جاوید اختر ندوی

مدینہ منورہ میں قائم مجمع الملک فہد (مرکز شاہ فہد برائے طباعت قرآن کریم) اس وقت پورے عالم اسلام میں معروف ومشہور مرکز ہے، مرحوم شاہ فہد نے اس کو محض قرآن مجید اور اس کی تعلیمات کو دنیا میں تمام معروف زبانوں میں شائع کرنے کی غرض سے قائم کیا تھا، چنانچہ ۱۴۰۵ھ میں قائم کردہ اس مرکز سے اب تک زبان اور سائز کے اعتبار سے قرآن مجید کے ۲۲۱،۳۰۶،۳۹۹ نسخے شائع ہوکر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاچکے ہیں، اب تک اس مرکز سے دنیا کی پچاس مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کا کام مکمل ہوچکا ہے، جن میں زیادہ تر ایشیائی، افریقی اور یورپین زبانوں میں ہیں۔

تراجم کے علاوہ مرکز کی جانب سے کئی ملین کی تعداد میں قرآن مجید کی تلاوت پر مشتمل ایسی کیسٹیں اور سی ڈیز بھی تقسیم کی جاچکی ہیں اور اب بھی بآسانی کسی بھی مرکز یا مسجد کے لئے فراہم کی جاسکتی ہیں، جو متعدد قرأت پر مبنی ہیں، نیز مرکز کی جانب سے ترجمہ کے علاوہ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کی تفاسیر کی طباعت اور تقسیم کا کام شروع کیا جاچکا ہے، اسی طرح قرآنی علوم پر مشتمل اہم ترین مقالات ومضامین کی طباعت بھی مرکز کی جانب سے ہوتی ہے۔

قرآن مجید کے ترجمہ کے حوالے سے سعودی عرب کے وزیر برائے شئون اسلامیہ نے بتایا کہ جب ہم کسی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا ارادہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے اس زبان میں کئے جانے والے سابقہ اور موجودہ تراجم کو جمع کیا جاتا ہے، اسی طرح اس زبان کے ایسے ماہرین کی خدمات اعلیٰ تنخواہوں پر مستعار لی جاتی ہیں جو شرعی علوم اور عربی زبان میں مہارت تامہ رکھتے ہوں، اور زبان کے ماہرین پر مشتمل یہ کمیٹی اپنی تمام دیگر مصروفیات کو چھوڑ کر اس نیک کام میں لگ جاتی ہے اور پھر کام کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، پہلے گروپ کو مترجمین، دوسرے گروپ کو ترجمہ کی نوک پلک درست کرنے والے اور تیسرے گروپ کو اس پر نظر ثانی کرنے والے کہہ سکتے ہیں۔

(بشکریہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ)

بھی وہ مستحق زکوٰۃ نہیں رہتے۔ اسی وجہ سے کسی بلڈنگ کی تعمیر پر زکوٰۃ نہیں لگ سکتی چاہے مدرسہ کی عمارت ہی کیوں نہ ہو، کسی ادارے کے ملازمین کی تنخواہوں پر زکوٰۃ نہیں لگ سکتی۔

افضل یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو زکوٰۃ ادا کریں اس میں دگنا ثواب ہے، زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب بھی ہے اور صلہ رحمی کرنے کا ثواب بھی ہے، اور تمام رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں صرف دو رشتے ایسے ہیں جن کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی، ایک ولادت کا رشتہ ہے، لہٰذا باپ بیٹے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور بیٹا باپ کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا، دوسرا نکاح کا رشتہ ہے لہٰذا شوہر بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی، ان کے علاوہ باقی تمام رشتوں میں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، مثلاً بھائی، بہن، چچا، خالہ پھوپھی، ماموں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، البتہ یہ ضرور دیکھ لیں کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہوں اور صاحب نصاب نہ ہوں۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی خاتون بیوہ یا کوئی بچہ یتیم ہے تو اس کو زکوٰۃ ضرور دینی چاہئے حالانکہ یہاں بھی شرط یہ ہے کہ وہ مستحق زکوٰۃ ہو اور صاحب نصاب نہ ہو۔ دینی مدارس کے مستحق طلبا کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے بلکہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس صورت میں دگنا ثواب ملتا ہے۔ ایک تو زکوٰۃ کو صحیح مصرف پر خرچ کرنے کا ثواب اور دوسرا اشاعت اسلام میں تعاون کا ثواب بھی ہے۔

زکوٰۃ کی تاریخ مقرر کرنے کا طریقہ:

ویسے تو زکوٰۃ کے لئے شرعاً کوئی تاریخ مقرر نہیں ہے اور نہ کوئی زمانہ مقرر ہے کہ اس زمانے میں یا اس تاریخ میں زکوٰۃ ادا کی جائے، بلکہ ہر آدمی کی زکوٰۃ کی تاریخ جدا ہوتی ہے، شرعاً زکوٰۃ کی اصل تاریخ وہ ہے جس تاریخ اور جس دن آدمی پہلی مرتبہ صاحب نصاب بنا، مثلاً ایک شخص یکم محرم کو پہلی مرتبہ صاحب نصاب بنا تو اس کی زکوٰۃ کی تاریخ یکم محرم ہوگئی، اب آئندہ ہر سال اس کو یکم محرم الحرام کو اپنی زکوٰۃ کا حساب کرنا چاہئے، لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کو یہ یاد نہیں رہتا کہ ہم کس تاریخ کو پہلی مرتبہ صاحب نصاب بنے تھے، اس لئے اس مجبوری کی وجہ سے وہ اپنے لئے کوئی ایسی تاریخ زکوٰۃ کے حساب کی مقرر کرلے جس میں اس کے لئے حساب لگانا آسان ہو، پھر آئندہ ہر سال اسی تاریخ کو زکوٰۃ کا حساب کرکے زکوٰۃ ادا کرے، البتہ احتیاطاً کچھ زیادہ ادا کردیں۔

عام طور پر لوگ رمضان المبارک میں زکوٰۃ نکالتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک فرض کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے، لہٰذا زکوٰۃ بھی چونکہ فرض ہے اگر رمضان المبارک میں ادا کریں گے تو اس کا ثواب بھی ستر گنا ملے گا۔ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے اور یہ جذبہ بہت اچھا ہے لیکن اگر کسی شخص کو اپنے پہلی مرتبہ صاحب نصاب بننے کی تاریخ معلوم ہے تو شخص اس ثواب کی وجہ سے وہ شخص رمضان کی تاریخ مقرر نہیں کرسکتا، لہٰذا اس کو چاہئے کہ اسی تاریخ پر اپنی زکوٰۃ کا حساب کرے، البتہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں یہ طریقہ اختیار کرسکتا ہے کہ رمضان تک تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ ادا کرتا رہے اور باقی جو بچے اس کو رمضان المبارک میں ادا کردے، البتہ اگر تاریخ یاد نہیں ہے تو پھر گنجائش ہے کہ رمضان المبارک کی کوئی تاریخ مقرر کرلے۔ احتیاطاً زیادہ ادا کردے تاکہ تاریخ کے آگے پیچھے ہونے کی وجہ سے جو فرق ہوگیا وہ فرق بھی پورا ہو جائے۔

☆☆..........☆☆

قادیانیت.....دینی وسیاسی راہنماؤں کی نظر میں!

☆......فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے اتنا لکھو، اتنا طبع کراؤ اور اتنا تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب سوکر اٹھے تو اس کے سرہانے ردقادیانیت کی کتاب موجود ہو۔ (مولانا محمد علی مونگیریؒ)

☆......جہاں تک مرزا قادیانی کا تعلق ہے اس کو ایک بار نہیں ہزار بار دجال کہیں گے۔ (مولانا ظفر علی خانؒ)

☆......قادیانی زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں، میرے سامنے مرزا غلام احمد کو شریف انسان ثابت نہیں کرسکتے۔ (مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ)

☆......مرزا قادیانی کی شخصی زندگی ایسی ہے کہ اس کا ذکر کرنا بھی باعث شرم ہے۔ (محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ)

☆......قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔ (علامہ اقبالؒ)

☆......اگر آپ قیامت کے دن محمد عربی ﷺ کی شفاعت چاہتے ہیں اور آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جگہ چاہتے ہیں تو آپ کو ختم نبوت کا کام کرنا پڑے گا۔ (شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

☆......قادیانی مرتد اور منافق ہیں، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب ان کو مظلوم سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے۔ (مولانا احمد رضا خان بریلوی)

☆......قادیانی مرزائیت کی جائے پیدائش، چناب نگر اعصابی مرکز، تل ابیب تربیتی کیمپ، لندن پناہ گاہ، ماسکو استاد اور واشنگٹن اس کا بینک ہے۔ (شورش کاشمیریؒ)

☆......اگر ہم انگریزی حکومت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے جماعت احمدیہ کو کمزور کیا جائے۔ (پنڈت جواہر لعل نہرو)

☆......قادیانیوں کے خلاف پوری قوت سے کارروائی کرنے کی ضرورت ہے۔ (سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو)

انتخاب: محمد شعیب، کراچی

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

۱۷/ اگست ۲۰۰۹ء مطابق ۲۵ شعبان ۱۴۳۰ھ اتوار اور پیر کی درمیانی شب تقریباً رات تین بجے کالعدم سپاہ صحابہ پاکستان اور موجودہ ملت اسلامیہ پاکستان کے قائد اور سرپرست اعلیٰ جامعہ حیدریہ اعظم کالونی لقمان، خیر پور سندھ کے بانی، مہتمم اور شیخ الحدیث، اہل سنت کے عظیم راہنما، جید عالم دین، شعلہ بار خطیب و مقرر، ماہر علوم دینیہ، ماہر استاذ و مدرس، کامیاب مناظر، بے مثال مصنف، مایہ ناز محقق، نہایت متین و سنجیدہ شخصیت کے حامل اور لاکھوں دلوں کی دھڑکن حضرت مولانا علی شیر حیدری قدس سرہ کو ایک جلسے سے واپسی پر پیر جو گوٹھ کے قریب دوست محمد ابڑو گاؤں کے پاس گھات لگائے قاتلوں نے پے در پے فائرنگ کے وار کر کے شہید کردیا گیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون. ان للّٰہ ما اخذ ولہ مااعطی و کل عندہ باجل مسمّٰی.

مولانا علی شیر حیدری اور ان کے ساتھ آنے والے ان کے ساتھی سندھ کے مشہور نعت خواں ممتاز احمد پھلپھوٹو بھی شہید ہوگئے اور آپ کے محافظوں میں سے فرید عباسی زخمی ہوگئے، اس سلسلہ کی تفصیلات کے لئے روزنامہ اسلام کی خبر ملاحظہ ہو:

”خیر پور (رپورٹ: حاکم علی شیخ، رضوان صدیقی) اہل سنت والجماعت کے سرپرست اعلیٰ علامہ علی شیر حیدری کو لاکھوں سوگواروں کی موجودگی میں گزشتہ روز خیر پور میں سپرد خاک کردیا گیا۔ نماز جنازہ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے پڑھائی۔

علامہ علی شیر حیدری اور نعت خوان ممتاز احمد پھلپھوٹو کو اتوار اور پیر کی درمیان رات پیر جو گوٹھ کے قریب گھات لگائے دہشت گردوں نے شہید کردیا۔ علامہ حیدری کے

مولانا سعید احمد جلال پوری

محافظوں کی جوابی فائرنگ سے ایک حملہ آور ہلاک ہوگیا، جسے بعد ازاں اوشاق علی جاگیرانی کے نام سے شناخت کرلیا، ہلاک ہونے والے کا تعلق مخالف فرقے سے ہے۔ مولانا حیدری کے محافظ فرید عباسی اس واقعے میں زخمی ہوئے۔ خیر پور پولیس کے مطابق اوشاق جاگیرانی کے بڑے بھائی قلندر جاگیرانی نے اپریل ۲۰۰۴ء میں علامہ حیدری کے والد حاجی محمد وارث کو جامعہ حیدریہ سے ملے ہوئے پلاٹ کے تنازع پر قتل کردیا تھا، یہ واقعہ بھی اسی کا تسلسل ہے، جبکہ علامہ حیدری کے بھائی عبدالجبار شیخ کے مطابق ان کے والد اور بھائی کے قتل کو پلاٹ کا تنازع قرار دینا سازش ہے، دونوں قاتل بھائیوں کا تعلق مخالف فرقے سے ہے اور یہی دشمنی کا اصل سبب ہے۔ علامہ علی شیر حیدری کی شہادت کی اطلاع ملتے ہی ہزاروں عقیدت مند جامعہ حیدریہ پہنچنا شروع ہوگئے اور پیر کو عصر کے بعد نماز جنازہ کے موقع پر یہ تعداد ڈیڑھ لاکھ سے تجاوز کرگئی، نماز جنازہ کے موقع پر رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے۔ علامہ علی شیر حیدری کی شہادت کی اطلاع ملتے ہی ہزاروں افراد جامعہ حیدریہ اعظم کالونی لقمان پہنچ گئے اور ایک دوسرے سے لپٹ لپٹ کر رو رہے تھے۔“

(روزنامہ اسلام ۱۸/ اگست ۲۰۰۹ء)

علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ خیر پور کے مضافاتی گاؤں موسیٰ خان جانوری سے تعلق رکھتے تھے، آپ نے ۱۹۶۶ء میں جناب الحاج محمد وارث کے گھر آنکھ کھولی، ابتدائی تعلیم مقامی اسکول و مدارس میں ہوئی، اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ نے کولاب، جیئل، ٹھیری، نوشہرو اور ٹھٹھہ کا رخ کیا، جبکہ دورۂ حدیث آپ نے سندھ کی مشہور دینی درس گاہ دارالہدیٰ حبیب آباد ٹھیڑی سے کیا، علامہ علی شہر حیدری شہیدؒ کی مادر علمی دارالہدیٰ ٹھیڑی چونکہ اہل سنت کی ترجمان درس گاہ رہی ہے اور اس پر بھی روافض نے ایک بار حملہ کرکے وہاں کے متعدد کارکنوں کو جام شہادت سے ہمکنار کیا، اسی طرح آپ کے استاذ مولانا عبیداللہ پنجن بھی تردید رفض کا خاصا عمدہ ذوق رکھتے تھے، اس لئے آپ کی شخصیت پر اپنی مادر علمی اور اساتذہ کی فکر و سوچ کی گہری چھاپ تھی، اس کے علاوہ ریاست خیر پور میں چونکہ شروع سے اب تک رفض و تشیع کا زور اور غلبہ رہا ہے، اس لئے فطری طور پر حضرت علامہ علی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.AALMIMAJLIS.INFO

شیر حیدری شہیدؒ پر تحفظ ناموس رسالت کے ساتھ ساتھ حضرات صحابہ کرامؓ کی عزت وناموس کے تحفظ اور تردید رفض کے ذوق کا غلبہ تھا۔ چنانچہ جب جھنگ میں حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ نے انجمن سپاہ صحابہ کی داغ بیل ڈالی اور وہ اس کے بانی، امیر اول اور سرپرست اعلیٰ قرار پائے تو انہوں نے صوبہ سندھ کے امیر کے طور پر حضرت علامہ علی شیر حیدری کو منتخب فرمایا، یوں مولانا علی شیر حیدری عنفوان شباب اور فراغت کے بعد سے ہی اس جماعت سے وابستہ تھے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں کمالات سے متصف فرمایا تھا، وہ عام مقررین اور خطباء سے ہٹ کرنہایت ہی متین وسنجیدہ مزاج کے انسان تھے اور بہت ہی متواضع تھے۔ راقم الحروف کا ان سے زیادہ تعارف اور قربت نہیں رہی، بلکہ چنداں تعارف بھی نہیں تھا، تاہم گزشتہ سال حج کے موقع پر مسجد نبوی شریف میں ان سے ملاقات ہوئی، جس کی تقریب یہ ہوئی کہ ایک روز بعد نماز عشاء راقم الحروف مسجد نبوی شریف میں پہلی چھتریوں کے نیچے بیٹھا تھا کہ ایک وجیہہ متین اور سنجیدہ شکل کا خوبصورت نوجوان سر پر رومال کی پگڑی باندھے دو زانو ہوکر مصافحہ کے لئے آگے بڑھا تو راقم الحروف نے بھی محبت والفت کے انداز میں معانقہ کے لئے دونوں ہاتھ کھول دیے، مصافحہ اور معانقہ ہوا اور اپنا تعارف کراتے ہوئے انہوں نے فرمایا: ''علی شیر حیدری پاکستان سے'' اور پھر اگلے ہی لمحہ انہوں نے نہایت ہی محبت وعقیدت اور لجاجت کے الفاظ میں دعا کی درخواست کی تو بلاشبہ میں ان کی عظمت کا معتقد ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

بہرحال وہ کچھ دیر راقم کے پاس تشریف فرما ہوئے اور اجازت لے کر اپنے معمولات پورا کرنے کو تشریف لے گئے، بس یہ میری ان سے اول و آخر ملاقات تھی، اس کے بعد روزانہ ان کو مسجد نبوی شریف کے کسی پلر اور ستون کے پیچھے نوافل وتلاوت اور احباب سے محو گفتگو دیکھتا رہا، اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے درجات بلند فرمائے بہت ہی بااخلاق اور متواضع انسان تھے۔

میرے ایک بہت ہی معزز بزرگ اور استاذ حضرت مولانا محمد اسحق بیٹ کیسری زید مجدہ کا فرمان ہے کہ شہید مولانا کو اللہ تعالیٰ نے تقریر وخطابت کا خوب ملکہ عطا فرمایا تھا اور وہ مشکل سے مشکل ابحاث و نکات کو بہت ہی آسان اور عام فہم انداز اور چٹکیوں میں سمجھادیتے تھے۔ ان کا فرمان ہے کہ جس زمانہ میں، میں باب العلوم کہروڑ پکا میں مدرس تھا، انہیں دنوں ان کا ایک بیان سننے کا موقع ملا تو بہت ہی متاثر ہوا، فرمانے لگے انہوں نے اپنے بیان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمت اور شہادت کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''جب بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا تو داماد رسول اور خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو آپ کی حفاظت پر مامور کرتے ہوئے فرمایا کہ سیدۃ نساء، اہل الجنۃ کے دودھ کی لاج رکھنا، دیکھنا کہ تمہارے ہوتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک کوئی موذی پہنچنے نہ پائے، چنانچہ انہوں نے اپنے باپ کی اس وصیت کا ایسا پاس کیا کہ بلوائیوں نے سر توڑ کوشش کی، مگر سیدا شباب اہل الجنۃ کے ہوتے ہوئے وہ حضرت عثمان کے گھر میں داخل نہ ہوسکے، یہاں تک کہ بلوائی چھت پر سے کود کر تو گھر میں داخل ہوئے، مگر جس جگہ حضرات حسنین کریمین پہرہ پر مامور تھے، وہاں سے وہ داخل نہ ہوسکے۔''

یہ فرما کر فرمایا: ''بلاشبہ حضرات حسنین کریمین سید شباب اہل الجنۃ تھے، ریحانۃ الرسول تھے، آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے، حضرت علیؓ کے لخت جگر اور سیدہ فاطمۃ الزہرا اور سیدۃ نساء، اہل الجنۃ کے جگر گوشے تھے، مگر تھے تو حضرت عثمان کے محافظ، جب محافظوں کا یہ مقام ہے تو جن کی حفاظت پر وہ مامور تھے، ان کا کیا مقام ہوگا؟''

انہوں نے اس خوبصورت انداز میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت، مقام ومرتبہ کو بیان فرمایا کہ سارا مجمع عش عش کراٹھا۔

بلاشبہ علامہ شہید تمام علوم عقلیہ ونقلیہ پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور اپنے ادارہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث تھے اور اپنے مدرسہ حیدریہ میں تمام بڑی کتابیں خود پڑھاتے تھے۔ انہوں نے آج سے کوئی ۲۳ سال قبل جامعہ حیدریہ قائم فرمایا تھا، جو ترقی کرتے کرتے آج ملک کی عظیم جامعات میں شمار ہوتا ہے، جہاں حفظ وناظرہ سے لے کر دورۂ حدیث تک درس نظامی کی تمام کتب کی تعلیم ہوتی ہے اور اس وقت جامعہ حیدریہ میں سینکڑوں طلبا مختلف درجات میں زیر تعلیم ہیں اور ہر سال ایک معتدبہ علماء یہاں سے فارغ التحصیل ہوکر سند فراغ حاصل کرتے ہیں اور ہر سال فارغ ہونے والے طلبا کو سند فراغت اور دستار فضیلت سے نوازا جاتا ہے، اس سال بھی ان کی شہادت سے صرف تین روز قبل ۱۴/اگست کو جامعہ حیدریہ میں ۲۲ویں سالانہ داغ صحابہ دستار فضیلت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں مختلف شعبوں میں فراغت پانے والے ۵۰ سے زائد خوش نصیبوں کو حضرت شہید کے دست مبارک سے دستار فضیلت و سند فراغت لینے کا شرف واعزاز حاصل ہوا۔ افسوس کہ آئندہ کے لئے جامعہ حیدریہ اور اس کے اساتذہ وطلبا اپنے عالی مقام سرپرست، قائد، مدیر اور شیخ الحدیث کی برکتوں سے محروم ہوگئے اور جامعہ حیدریہ

کے در و دیوار ان کی قال اللہ وقال الرسول کی مسحور کن آواز اور صدائے بازگشت سے محروم ہوگئے۔ بلاشبہ ان کی جگہ ان کے بھائی مولانا ثناء اللہ کو ان کا جانشین اور جامعہ حیدریہ کا مدیر و مہتمم مقرر کیا گیا، لیکن ان کا خلا صدیوں تک پُر نہیں ہوگا۔

حضرت علامہ علی شیر حیدری کالعدم سپاہ صحابہ اور موجودہ ملتِ اسلامیہ پاکستان کے پانچویں شہید ہونے والے سرپرست اعلیٰ تھے، جیسا کہ روزنامہ اسلام میں ہے:

’’جہانیاں (نمائندہ خصوصی) خیر پور میں مسلح افراد کی فائرنگ سے شہید ہونے والے کالعدم سپاہ صحابہ پاکستان کے سربراہ علامہ علی شیر حیدری دہشت گردی کی نذر ہونے والے پانچویں بڑے راہنما ہیں، قبل ازیں اس جماعت کے ۴ مرکزی لیڈر دہشت گردی کی نذر ہوچکے ہیں۔ تفصیل کے مطابق صوبہ پنجاب کے شہر جھنگ سے دیوبندی مسلک سے تعلق رکھنے والی سنی جماعت سپاہ صحابہ جس کی بنیاد انجمن سپاہ صحابہ پاکستان کے نام سے علامہ حق نواز جھنگوی نے ۱۹۸۵ء میں رکھی۔ بعد میں اس جماعت کا نام بدل کر سپاہ صحابہ پاکستان رکھ دیا گیا، اس جماعت کے مرکزی راہنما مولانا حق نواز جھنگوی کو ۲۲/فروری ۱۹۹۰ء میں شہید کردیا گیا۔ حق نواز جھنگوی کے بعد مولانا ایثار القاسمی اس جماعت کے سربراہ مقرر ہوئے، جنہیں ۱۰/فروری ۱۹۹۱ء میں شہید کردیا گیا، بعد میں مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی نے سپاہ صحابہ کی قیادت سنبھالی جو کہ ۱۸/جنوری ۱۹۹۷ء میں ایک دہشت گرد کی واردات میں درجنوں ساتھیوں سمیت شہید کردیئے گئے۔ ان کے بعد مولانا اعظم طارق اس جماعت کے سربراہ مقرر ہوئے، مولانا اعظم طارق رکن قومی اسمبلی بھی منتخب ہوئے۔ مولانا اعظم طارق کو ۶/اکتوبر ۲۰۰۳ء میں اسلام آباد میں ان کے ڈرائیور کے ہمراہ فائرنگ کرکے شہید کردیا گیا۔ پاکستان کے سابق صدر جنرل ریٹائرڈ پرویز مشرف نے دیگر مذہبی تنظیموں کے ساتھ سپاہ صحابہ پر بھی پابندی عائد کردی، جس کے بعد سپاہ صحابہ کا نام بدل کر ملتِ اسلامیہ پاکستان رکھ دیا گیا۔ علامہ علی شیر حیدری کالعدم سپاہ صحابہ کے پانچویں بڑے راہنما تھے جو کہ دہشت گردی کی نذر ہوئے ہیں۔‘‘ (روزنامہ اسلام، ۱۸/اگست ۲۰۰۹ء)

ہمارا وجدان کہتا ہے کہ مولانا کا قتل کسی بڑی سازش کا پیش خیمہ لگتا ہے، کچھ بعید نہیں کہ مولانا کو راستہ سے ہٹانے کا مقصد ملک میں شیعہ سنی فسادات کی آگ کو بھڑکانا مقصود ہو، چنانچہ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا مرحوم کی شہادت کے بعد ان کے عقیدت مندوں کا غم و غصہ اور احتجاج ایک فطری امر اور ان کا حق تھا، چنانچہ اخباری اطلاعات کے مطابق ملک بھر میں اس درندگی کے خلاف احتجاج، جلاؤ، گھیراؤ، ہڑتال، شٹر ڈاؤن وغیرہ ہوئے، جیسا کہ روزنامہ اسلام میں ہے:

’’خیر پور، لاہور، ملتان، پشاور، اسلام آباد (نمائندگان+خبر ایجنسیاں) اہل سنت و الجماعت کے سرپرست اعلیٰ علامہ علی شیر حیدری کی المناک شہادت کے خلاف ملک بھر میں زبردست احتجاجی مظاہرے کئے گئے، جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، خیر پور نوابشاہ، ٹنڈو الہ یار سمیت سندھ کے بیشتر شہروں میں مکمل شٹر بند ہڑتال رہی، مختلف شہروں میں مشتعل افراد نے گاڑیوں اور پیٹرول پمپوں کو آگ لگادی، پولیس نے جلاؤ گھیراؤ کے الزام میں درجنوں افراد کو گرفتار کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق خیر پور کے علاقے ٹھیڑی کے قریب قومی شاہراہ پر ہزاروں افراد نے احتجاج کیا اور ٹائر جلاکر دھرنا دیا، جس سے ٹریفک معطل ہوگیا۔ لقمان پھاٹک کے مقام پر احتجاج کرتے ہوئے مشتعل افراد نے ریلوے ٹریک بلاک کردیا، تمام بڑی ٹرینوں کو

تبصرۂ کتب

نام کتاب: احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے نام اُن کا، تالیف: مولانا عبدالواحد متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی، صفحات: ۱۳۹، ناشر: مکتبہ سعد بن ابی وقاصؓ، اختر کالونی گلی نمبر ۵، سیکٹر بی، کراچی۔

فتنہ قادیانیت اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے، اس کی سرکوبی کے لئے علمائے کرام نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ زیر نظر کتاب مولانا عبدالواحد صاحب جو کہ جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبہ تخصص کے متعلم ہیں، ان کی عظیم علمی اور دینی کاوش ہے، جس میں انہوں نے مرزائیوں کی طرف سے ایک دجل کا بہت علمی انداز میں نہایت مسکت جواب دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی ’’محمد‘‘ ہے وہاں پر ’’احمد‘‘ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اس قرآنی آیت: ’’ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد‘‘ کا مصداق ہرگز نہیں بن سکتا، یہ کتاب فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے والوں کے لئے گرانقدر تحفہ ہے۔ رب کریم مولف، ناشر اور جملہ احباب کی محنت کو شرف قبولیت نصیب فرماتے ہوئے اس کتاب کو عام و خاص کے لئے نفع مند بنائے۔ (مولانا قاضی احسان احمد)

نوابشاہ، گمبٹ، پڈعیدن کے اسٹیشنوں پر روک دیا گیا، شہر میں پولیس کے ساتھ رینجرز بھی گشت پر مامور کر دی گئی ہے، حیدرآباد، لطیف آباد میں بھی تجارتی مراکز بند رہے۔ شہر میں پولیس کو ہائی الرٹ کر دیا گیا ہے، میرپور خاص، ٹنڈو آدم، کنری، کھپرو، نوابشاہ میں مکمل ہڑتال رہی، ان علاقوں میں احتجاجی مظاہرے اور ریلیاں نکالی گئیں۔ سکھر، نوشہرو فیروز، سجاول، پڈعیدن، بھریا روڈ اور ٹنڈو الہ یار سمیت کئی شہروں میں مکمل شٹر ڈاؤن ہڑتال رہی۔ جیکب آباد میں دکانیں بند کرانے کی کوشش پر پولیس نے ۸ افراد کو گرفتار کر لیا۔ علامہ علی شیر حیدری کے قتل کے خلاف پنو عاقل میں شٹر ڈاؤن ہڑتال رہی سینکڑوں افراد نے احتجاجی ریلی نکالی اور دھرنا دیا۔ اہل سنت والجماعت کے قائد علامہ علی شیر حیدری کی خیرپور میں مسلح افراد کی فائرنگ سے شہادت کی خبر میرواہ گورچانی پہنچنے پر شہر کے مختلف علاقوں میں مشتعل افراد سڑکوں پر نکل آئے اور کئی مقامات پر ٹائر نذر آتش کئے گئے، جس کے باعث میرواہ گورچانی اور گرد و نواح کے شہروں سمن گوٹھ، بیلا روڈ، کنگورو، باندی، کوٹ میرس اور ڈمیل اسٹاپ کے تمام کاروباری اور تجارتی مراکز دن بھر بند رہے، جبکہ اس موقع پر شہر بھر میں پولیس کی بھاری نفری کو تعینات کیا گیا۔ تنظیم اہل سنت والجماعت کے سربراہ مولانا علی شیر حیدری کی شہادت کے خلاف صوبائی دارالحکومت لاہور سمیت ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے اور مطالبہ کیا گیا کہ مولانا علی شیر حیدری کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے سرِ عام پھانسی دی جائے۔ گزشتہ روز لاہور پریس کلب کے باہر قاری عبیداللہ، قاری رحمت اللہ اور قاری طیب کی قیادت میں سینکڑوں افراد نے پُرامن احتجاجی مظاہرہ کیا، اس موقع پر مشتعل افراد نے ٹائروں کو آگ لگا کر ٹریفک کو مکمل طور پر بند کر دیا۔ اسلام آباد کے علاقہ ملوڈی چوک میں مفتی تنویر عالم کی قیادت میں ہزاروں افراد نے احتجاجی مظاہرہ کیا اور کئی گھنٹے تک ٹریفک کو مکمل طور پر بند رکھا، جھنگ میں بھی مولانا علی شیر حیدری کی شہادت کی اطلاع ملتے ہی دن بھر مکمل شٹر بند ہڑتال رہی، جبکہ ہزاروں مظاہرین نے مختلف مقامات پر احتجاجی مظاہرے کئے، اطلاعات کے مطابق شیخوپورہ میں مولانا اشرف طاہر، حافظ اشفاق اور عبدالغفار کی قیادت میں سینکڑوں افراد نے احتجاجی مظاہرہ کیا، مارکیٹوں میں ہڑتال کی گئی، اسی طرح فیصل آباد میں بھی مولانا عزیز الرحمٰن صدیقی کی قیادت میں احتجاجی مظاہرہ کیا گیا، وہاں بھی متعدد مارکیٹوں میں ہڑتال دیکھنے میں آئی۔ اٹھارہ ہزاری اور دیگر شہروں میں بھی احتجاج کیا گیا۔ پشاور سے نمائندہ اسلام کے مطابق پشاور میں اہل سنت والجماعت کے کارکنوں نے علامہ علی شیر حیدری کے قتل کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے شہر کے مختلف مقامات پر ٹائر جلائے۔ کوہاٹی چوک سے علامہ علی شیر حیدری کے المناک قتل کے حوالے سے احتجاجی مظاہرے کا آغاز کیا گیا اور شہر کے مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے نمک منڈی، شعبہ بازار اور قصہ خوانی پہنچ کر ٹائر جلائے، انہوں نے اس موقع پر حکومت مخالف نعرے بھی لگائے، مظاہرے سے اہل سنت والجماعت کے راہنماؤں ابراہیم قاسمی، مولانا منظور شاہ اور اسماعیل درویش نے بھی خطاب کیا، اس موقع پر انہوں نے علامہ علی شیر حیدری کے قتل کو حکمرانوں کی ناکامی قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ان کے قتل میں ملوث افراد کو گرفتار کیا جائے۔ مانسہرہ سے نمائندہ خصوصی کے مطابق مانسہرہ میں بھی گزشتہ روز ختم نبوت چوک پر زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا، مظاہرہ مرکزی جامع مسجد سے نکالا گیا اور ختم نبوت چوک پر جلسے کی شکل اختیار کر گیا، مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے اہل سنت والجماعت صوبہ سرحد کے سرپرست مولانا نذیر احمد ہزاروی، ضلعی امیر مفتی عتیق الرحمٰن، جنرل سیکریٹری مولانا رب نواز طاہر نے مولانا علی شیر حیدری پر قاتلانہ حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ظالموں نے ہمارے محبوب قائد کو شہید کر کے اگر یہ سمجھ لیا کہ ہم اپنے موقف سے پیچھے ہٹ جائیں گے تو یہ ان کی بھول ہے، یہ مشن قیامت تک جاری رہے گا، انہوں نے کہا کہ حکومت ہمارے پُرامن رہنے سے غلط فائدہ نہ اٹھائے، انہوں نے کہا کہ قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔''

(روزنامہ اسلام، ۱۸/اگست ۲۰۰۹ء)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO

اس موقع پر کراچی ناگن چورنگی کی صدیق اکبرؓ مسجد کا محاصرہ اور مسجد کے امام و خطیب مولانا عبدالغفور ندیم اور ان کے بیٹوں سمیت دس کارکنان کی گرفتاری، ان پر مقدمات کا قیام نہایت ہی ناعاقبت اندیشانہ فعل ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی روزنامہ اسلام کی خبر ملاحظہ ہو:

"کراچی (کرائم رپورٹر) کالعدم تنظیم سپاہ صحابہؓ کے سربراہ علامہ علی شیر حیدری کی شہادت، کراچی کے مختلف علاقوں میں ہنگامہ آرائی، پیر کی علی الصبح کراچی کے مختلف علاقوں میں کالعدم تنظیم سپاہ صحابہؓ کے سربراہ علامہ علی شیر حیدری کی شہادت پر ہنگامہ آرائی، ہنگاموں کی ابتدا ناگن چورنگی پر واقع مسجد صدیق اکبرؓ کے سامنے سے ہوئی، جہاں پر مشتعل افراد نے تمام ٹریفک معطل کروادیا اور بعدازاں علاقے کے تمام پیٹرول پمپس اور دکانیں اور ہوٹل بھی بند کرادیے، اس موقع پر پولیس و رینجرز نے پیٹرول پمپس کھلوانے اور ٹریفک بحال کرنے کی کوشش کی تو پولیس اور کالعدم تنظیم کے کارکنوں کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ شروع ہوگیا، جس کے نتیجے میں راہگیروں میں سے خاتون شمیم، زوجہ خالد، فراز ولد راج الدین اور اے ایس آئی منظور زخمی ہوگئے، جنھیں عباسی شہید ہسپتال پہنچادیا گیا، جبکہ دوطرفہ فائرنگ کے نتیجے میں مزید ۲ افراد رضا احمد اور فرحان بھی زخمی ہوکر ہسپتال پہنچے، پولیس اور مشتعل افراد کے درمیان فائرنگ کا سلسلہ دوپہر ۳ بجے تک جاری رہا، اس دوران مشتعل افراد نے ناگن چورنگی پر ایک ہائی روف JK-1543 اور کنٹریکٹ بس JA-0843 نذر آتش کردی جبکہ پی ایس او کا پیٹرول پمپ بھی نذر آتش کرنے کی کوشش کی جسے رینجرز نے موقع پر پہنچ کر ناکام بنادیا، ۵ گھنٹوں سے زائد مشتعل افراد اور پولیس اور رینجرز کے درمیان جاری فائرنگ کے تبادلے کے بعد پولیس و رینجرز کی بھاری نفری نے مسجد صدیق اکبرؓ کا محاصرہ کرلیا اور وہاں کے امام و خطیب مولانا عبدالغفور ندیم کے علاوہ ان کے ۳ صاحبزادوں سعد معاویہ، راشد معاویہ اور فراز سمیت ۱۹ افراد کو گرفتار کرلیا، جن میں مسجد کے خادم عبدالمنان، علی، عاطف، ندیم، ظفر، کامران، سہیل دانش مسلم، صہیب، طاہر اسلم، بشیر اور اسد شامل ہیں، تاہم پولیس نے صرف عبدالغفور ندیم سمیت ۱۰ افراد کے خلاف ہنگامہ آرائی، پولیس مقابلہ، سرکاری و نجی املاک کو نقصان،

حلقہ میٹروول سائٹ ٹاؤن کا اجلاس

کراچی (رپورٹ: ابراہیم حسین) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ کراچی کا اجلاس گزشتہ دنوں فاروق اعظم مسجد میں منعقد ہوا، جس میں علاقہ بھر کے مختلف مدارس کے طلبا نے شرکت کی۔ میٹروول سائٹ، کراچی کا وہ علاقہ ہے جہاں کسی دور میں علماء کرام کی کاوشوں سے قادیانی منکرین ختم نبوت کی سرکوبی بڑی حد تک ہوئی تھی۔ میٹروول میں کہیں ٹھکانا نہ ملنے پر انہیں اپنا بوریا بستر گول کرنا پڑا تھا، لیکن کچھ عرصہ سے ایک بار پھر قادیانیت نے علاقہ میں پر پرزے نکالنے کی کوشش کی ہے، جب یہ اطلاع طلبا کو ملی تو وہ اس کے لئے فکر مند ہوئے اور تمام مساجد کے ائمہ حضرات کو اس اہم اور عظیم کام کی طرف متوجہ کیا، الحمدللہ! علماء کرام نے اس کا فوری ایکشن لیتے ہوئے تمام مساجد کے ائمہ حضرات کا اجلاس بلوایا جس میں جملہ ائمہ حضرات نے بھرپور طریقہ سے ختم نبوت کے عظیم مشن کو آگے بڑھانے اور قادیانیت کا قلع قمع کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔ اجلاس میں طے ہوا تھا کہ ہر ماہ علماء وطلبا کا میٹروول کے علاقہ میں نمبروار مختلف مقامات پر اجلاس ہوگا۔ یہ طلبا کے اجلاس کی اسی نوعیت کی پانچویں کڑی تھی، اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مفتی عابد نے نئے طلبا ساتھیوں کے سامنے ختم نبوت کے عظیم کام کی اہمیت اجاگر کی۔ مفتی صاحب نے طلبا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ شعبان و رمضان کی چھٹیاں ہیں ان سے خوب خوب استفادہ کیا جائے۔ اجلاس میں ہر طالب علم کی ذمہ داری لگائی گئی کہ اپنے محلّہ کی مسجد کے امام صاحب سے جمعہ کا بیان ختم نبوت کے موضوع پر کرنے کے لئے بات کریں۔ اجلاس میں نئے طلبا نے اپنی رکنیت سازی بھی کروائی جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں: مولانا ابو ہریرہ، محمد سراج الحق، محمد رضوان، عبدالحفیظ، محمد ریحان اور حافظ محمد سجاد۔ اجلاس کے آخر میں فرداً فرداً ہر طالب علم سے ختم نبوت کے عظیم کام کو مزید آگے بڑھانے اور اس میں بہتری کے لئے رائے طلب کی گئی۔ طلبا نے مختلف مشورے دیے جن میں قابل ذکر یہ ہیں: ختم نبوت کے مشن کو اجاگر کرنے کے لئے گشت کا عمل شروع کیا جائے، خصوصاً ان محلوں میں جہاں قادیانی آباد ہوتے جارہے ہیں، جگہ جگہ ختم نبوت اور رد قادیانیت سے متعلق اشتہارات لگائے جائیں۔ مفتی مشتاق نے ان مشوروں کی پرزور تائید کی۔ اجلاس مفتی عابد صاحب کی اختتامی دعا پر برخاست ہوا۔ آئندہ ماہ انشاء اللہ علماء کرام وائمہ حضرات کا اجلاس ۱۵/اکتوبر کو فاطمہ مسجد ملیر اسٹیڈیم میں منعقد ہوگا۔

اسلحہ کی برآمدگی اور اشتعال انگیز لٹریچر پھیلانے کے مقدمات نمبر ۳۸۰، اور ۳۷۰ درج کرلئے ہیں، پولیس کے مطابق محاصرے کے دوران مسجد کے اندر سے ایک خودکش جیکٹ، ۹ ٹی ٹی پستول، ایک ایس ایم جی، ایک ریپیٹر، ایک ٹرپل ٹو رائفل اور سینکڑوں راؤنڈز کے علاوہ ۳ موٹر سائیکلیں KVH6173، KBZ7598 اور KAL4023 برآمد کی ہیں۔ دریں اثنا شہر کے مختلف علاقوں سہراب گوٹھ، قائد آباد، داؤد چورنگی، لانڈھی، کورنگی، ملیر، نارتھ ناظم آباد، شارع نورجہاں، یوپی موڑ، بنارس اور اورنگی ٹاؤن سمیت کئی علاقوں میں جلاؤ گھراؤ کا سلسلہ جاری رہا جبکہ اس دوران مشتعل افراد اور پولیس کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ بھی ہوا جبکہ بنارس کے قریب میٹرو سینما کے قریب مشتعل افراد نے یوٹی ایس 13، جی بس نمبر 4104 نذر آتش کردی۔"

(روزنامہ اسلام ۱۸/اگست ۲۰۰۹ء)

سوال یہ ہے کہ کیا اس سے قبل دوسرے فرقے کے افراد نے اپنے قائدین کے قتل پر کبھی کوئی مظاہرہ نہیں کیا؟ کیا انہوں نے کبھی جلاؤ گھیراؤ نہیں کیا؟ کیا انہوں نے ایسے مواقع پر کھلے عام اسلحہ کی نمائش نہیں کی؟ کیا کبھی ہماری چاک و چوبند پولیس اور رینجرز نے ان کا ناطقہ بند کیا؟ یا ان کے مراکز کا گھیراؤ کرکے وہاں سرچ آپریشن کیا؟ کیا ان کے افراد کو گرفتار کرکے ان پر ناجائز اسلحہ یا بارودی جیکٹوں کی برآمدگی کی اطلاع دی؟ یا ان کے مراکز میں کھڑی موٹر سائیکلوں، گاڑیوں کے بارہ میں یہ تاثر دیا کہ وہ غصب شدہ یا چھینی ہوئی تھیں؟ یا ان سے اسلحہ چھین کر یہ اعلان کیا کہ ان کے ہاں سے اسلحہ برآمد ہوا؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو ایسے حساس لوگوں کی حفاظت پر مامور گارڈوں کے اسلحہ کو چھین کر غیر قانونی اسلحہ کا عنوان دینا کیا جلتی پر تیل کے مترادف نہیں؟ کیا اس جانبداری کا احساس جنم نہیں لے گا؟ کیا اس طرح کے طرز عمل سے سنی کارکنوں میں انتقام کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا؟

عقل مندی کا تقاضا یہ تھا کہ اگر ایسی کوئی پریشان کن صورت حال تھی تو ملت اسلامیہ کے ذمہ دار افراد کو بلاکر ان کو اپنے کارکنوں کو قابو کرنے کی تلقین کی جاتی اور انہیں باور کرایا جاتا کہ اپنے کارکنوں کو صبر وتحمل کی تلقین کریں اور انہیں قانون کو ہاتھ میں لینے سے باز رکھیں، اگر وہ تعاون نہ کرتے تو چلئے پھر ایسی انتہائی کارروائی اور آخری اقدام کا جواز تھا، جبکہ اس کے برعکس اخباری اطلاعات کے مطابق ملت اسلامیہ کے قائدین اور کارکنان کا کہنا ہے کہ آج تک سپاہ صحابہ اور ملت اسلامیہ کے جتنا کارکن یا قائدین شہید ہوئے ہیں، ان کے قاتلوں کو نہ صرف یہ کہ گرفتار نہیں کیا گیا بلکہ قاتلوں کی سرپرستی کی گئی حتی کہ ان کے نامزد قاتلوں کی گرفتاری کی بھی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔

چنانچہ آج سے ۵ سال قبل علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کے والد جناب حاجی محمد وارث کے نامزد قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا گیا تو بتلایا جائے کہ اس صورت حال کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ کیا اس سے فرقہ واریت کو ہوا نہیں ملے گی؟ کیا اس سے جانبداری کا تاثر نہیں ابھرے گا؟ کیا اس سے کارکنوں میں جوش وجنون کا جذبہ پیدا نہ ہوگا۔ جو لوگ سنی مسلمانوں یا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ اور ان کی جماعت کو دہشت گرد باور کراتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر وہ واقعی قاتل اور دہشت گرد ہوتے تو کیا وہ اپنے باپ کے نامزد قاتل کو یوں ہی چلتا پھرتا گوارا کرسکتے تھے؟ نہیں! ہرگز نہیں؟

بہر حال اب بھی حکومت وانتظامیہ کو عقل کے ناخن لیتے ہوئے ہوش مندی کا ثبوت دینا چاہئے اور ایسے تمام کارکنان کو فی الفور رہا کردینا چاہئے اور علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کے قاتلوں کو گرفتار کرکے متاثرین کی اشک شوئی کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کے پسماندگان اور کارکنان وعقیدت مندوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں ہم علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کے کارکنان اور عقیدت مندوں سے بھی درخواست کریں گے کہ یہ ملک ہمارا ہے اور ہمارے بزرگوں نے اپنی جان، مال، عزت اور آبرو کا نذرانہ پیش کرکے اس کو حاصل کیا تھا اور خون کے سمندر عبور کرکے وہ پاکستان کی سرزمین پر آئے تھے، اس لئے ملک دوستی اور امن پسندی کا تقاضا ہے کہ وہ جلاؤ گھیراؤ کی پالیسی نہ اپنائیں اور اپنے ملک کی جڑیں کھوکھلی نہ کریں اور امن وامان کی صورت حال کو خراب نہ کریں، حضرت علامہ علی شیر حیدری شہادت کی خلعت فاخرہ زیب تن کرکے اس دنیا سے چلے گئے، اب وہ واپس نہیں آئیں گے، تو کم از کم بعد میں رہ جانے والوں کے لئے زمین تنگ نہیں کرنی چاہئے۔

ہمارا خیال ہے کہ ہمارا یہ جذباتی طرز عمل اللہ تعالیٰ جل شانہ کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ہمارے اکابر کو بھی پسند نہیں آئے گا، لہٰذا صبر و سکون کا دامن تھام کر ملک وقوم کی حفاظت کریں۔ ہمارا ملک پہلے ہی بہت سارے مشکلات میں گھرا ہوا ہے اور اس پر چاروں طرف سے دشمن کی یلغار ہے۔ کہیں ہماری اس غلطی سے ملک وقوم کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

☆☆☆

لیلۃ القدر اور اعتکاف

رمضان المبارک کا مہینہ خاص کر عبادات کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ جس کا ایک نفل فرض کے برابر اور ایک فرض ستر فرضوں کے برابر درجہ رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں عبادت کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے‘ خصوصاً عشرہ اخیر میں! حدیث شریف میں آتا ہے:

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مہینہ اول عشرہ اس کا رحمت ہے‘ درمیان اس کا مغفرت ہے اور آخری عشرہ آگ سے آزادی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

”جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ داخل ہوتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لنگی خوب مضبوطی سے باندھ لیتے اور اپنے گھر والوں کو عبادت کے لئے جگاتے۔“

یعنی ازواج کے پاس جانے سے پرہیز فرماتے اور رات کو بھی متوجہ الی اللہ رہتے۔

نیز آخری عشرہ رمضان میں آپ اعتکاف فرماتے۔ اعتکاف کے معنی ہیں لوگوں سے الگ تھلگ ہوکر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے بہ نیت اعتکاف مسجد کے کونہ میں بیٹھ جانا۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واجب‘ (۲) سنت اور (۳) نفل۔

واجب اعتکاف یہ ہے کہ اپنے اوپر لازم کرلے کہ اگر مولیٰ تعالیٰ میرا فلاں کام کردیں تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا‘ یا اعتکاف واجب اور لازم ہوگیا‘ اب جتنے دنوں کی اس نے منت مانی تھی‘ اتنے دنوں کا اعتکاف اس کے ذمہ پورا کرنا ضروری ہے۔

دوسرا سنت اعتکاف جو رمضان المبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی۔

تیسرا نفل اعتکاف‘ جس کے لئے نہ تو کوئی وقت مقرر ہے اور نہ کوئی دن مقرر ہے‘ جتنے دن کا چاہے اور جتنی دیر کا چاہے اعتکاف کرسکتا ہے‘ یہ اعتکاف پانچ دس منٹ کا بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً جب بھی مسجد میں آئیں نیت کرلیں کہ جب تک مسجد میں رہوں گا اعتکاف سے رہوں گا۔ اس کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ جتنی دیر نماز‘ ذکر‘ تلاوت میں مشغول رہے گا‘ اعتکاف کا بھی ثواب ملتا رہے گا۔

قاری سعید الرحمنؒ

اعتکاف کے بے شمار فضائل ہیں۔ اتنا ہی کیا کم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی کے در پر جا پڑے کہ جب تک میری درخواست قبول نہیں ہوتی ٹلنے کا نہیں:

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اس لئے جب کوئی شخص معتکف ہوتا ہے یعنی اللہ کے دروازے پر دنیا سے منقطع ہوکر جا پڑے تو اس کے نوازا جانے میں کیا تامل ہوسکتا ہے؟ بس پڑ رہنے کی بات ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات سے وابستہ کرلینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہوجائے اور ساری مشغولیتوں کے بدلہ میں اس کی پاک ذات سے لو لگالے اور اس کے غیر سے منقطع ہوکر ہر قسم کے تفکرات و خیالات کی جگہ اس کا پاک ذکر اور اس کی محبت سما جائے۔“

نیز اعتکاف میں آدمی ہر وقت سوتے جاگتے عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ چل کر آتا ہے‘ میری رحمت اس کی طرف دو ہاتھ جاتی ہے اور جو میری طرف آہستہ آتا ہے‘ میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ ہمیشہ اعتکاف کرنے کی رہی۔ جس سال وصال ہوا اس سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ چونکہ اکثر عادت شریفہ آخر عشرہ رمضان میں اعتکاف کی تھی اس لئے علماء نے آخر عشرہ کے اعتکاف کو سنت فرمایا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اعتکاف کی وجہ سے آدمی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والے کے لئے۔ اس حدیث میں اعتکاف کے دو فائدے ذکر فرمائے گئے ایک تو یہ کہ معتکف ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ ورنہ بسا اوقات لغزش ہوجاتی ہے اور آدمی گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے اور ایسے مبارک وقت گناہ میں ملوث ہونا کتنی

بری چیز ہے لیکن معتکف اس سے بچ جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت' مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ معتکف ان کو نہیں کرسکتا' لیکن بغیر کئے ان کا اجر ملتا رہتا ہے۔ سبحان اللہ' سبحان اللہ' اللہ اکبر' اس کی رحمت کا کیا ٹھکانا ہے اور بخشنے کے کیا کیا بہانے ہیں؟ مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف سلام) میں اعتکاف فرما تھے۔ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام عرض کرکے بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس سے فرمایا کہ کیا وجہ ہے کہ تم کو غمزدہ اور پریشان دیکھتا ہوں؟ اس نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ کے چچا کے بیٹے! میں بے شک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم! اس حق کے ادا کرنے سے میں قاصر ہوں (یعنی میں بہت مقروض ہوں' لوگ تنگ کرتے ہیں' آپ کی سفارش لینے کی غرض سے آیا ہوں) یہ سن کر حضرت ابن عباسؓ جوتے پہن کر مسجد کے باہر تشریف لے آئے' اس شخص نے عرض کیا: شاید آپ بھول گئے؟ آپ کا تو اعتکاف تھا۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ: بھولا نہیں! بلکہ اس قبر والے صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا (یہ الفاظ کہتے ہی ابن عباسؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے) کہ حضورؐ نے فرمایا تھا: جو آدمی اپنے بھائی کے کام کے لئے چلے پھرے اور کوشش کرے اس کی یہ خدمت دس برس کے اعتکاف سے زیادہ افضل ہے اور جو شخص اللہ کی رضا کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرے' اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین بڑی خندقیں کھود دیتے ہیں' جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ ہے اور جب ایک دن کے اعتکاف کی اتنی فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا مقدار ہوگی؟

اس حدیث سے دو چیزوں کا پتہ چلتا ہے: اول یہ کہ ایک دن کا اعتکاف کرنے سے اتنا ثواب ملتا ہے' دوسری چیز مسلمانوں کی حاجت روائی کہ اسے دس برس کے اعتکاف سے بھی افضل ارشاد فرمایا۔ اسی وجہ سے ابن عباسؓ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہ کی اور اس کے ساتھ سفارشی بن کر تشریف لے گئے۔

علامہ شعرانیؒ نے کشف الغمہ میں ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے کہ جو شخص آخر عشرہ کا اعتکاف کرتا ہے اس کو دو حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص مغرب سے عشاء تک مسجد میں معتکف رہا' اس وقت میں اس نے سوائے ذکر' نماز' تلاوت قرآن پاک کے اور کوئی بات نہ کی' حق تعالیٰ اس کے لئے جنت میں محل بناتے ہیں۔

مسائل اعتکاف:

اعتکاف کے لئے تین چیزیں شرط ہیں:

(۱) مسجد میں ٹھہرنا خواہ اس مسجد میں پانچ وقتی نماز ہوتی ہو یا نہ ہو۔

(۲) بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا' بے قصد و ارادہ ٹھہرنے کو اعتکاف نہیں کہتے۔

(۳) جنابت سے پاک ہونا' نیز عورت کا حیض و نفاس سے پاک ہونا۔

سب سے افضل اعتکاف وہ ہے جو کہ مسجد الحرام (کعبۃ اللہ شریف) میں کیا جائے۔ دوسرا درجہ مسجد نبوی کا ہے' اس کے بعد بیت المقدس کا' اس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت پنجگانہ ہوتا ہو' اس کے بعد محلّہ کی مسجد جس میں جماعت ہوتی ہو۔ عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں (یعنی جو جگہ نماز کے لئے گھر میں مخصوص ہو اس میں) اعتکاف کرنا چاہئے۔

عورتوں کا اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ آسان ہے' وہ گھر میں بیٹھے بیٹھے ہی نیکیاں سمیٹ سکتی ہیں اور ضروری بات بھی کرسکتی ہیں' اور گھر کا کاروبار لڑکیوں وغیرہ سے کراسکتی ہیں اور انہیں تو گویا مفت کا ثواب ملتا ہے۔

معتکف کو سوائے عذر شرعی کے مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ قضاء حاجت کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے' اگر بلاوجہ نکلے گا تو اعتکاف سنت اور اعتکاف واجب ٹوٹ جائے گا' نیز معتکف پر بہت سی چیزیں حرام ہیں جن کی تفصیل علماء کرام سے پوچھ لینی چاہئے۔

آخر عشرہ کی تخصیص اعتکاف میں شب قدر کی تلاش کی وجہ سے ہے کیونکہ لیلۃ القدر اکثر روایات کے بموجب آخر عشرہ میں ہے' اس کی نسبت قرآن شریف میں وارد ہوا ہے کہ وہ ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے' ہزار مہینے کے اسی برس چار ماہ ہوتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس رات کو پائیں اور ساری رات عبادت میں گزار دیں۔ جو شخص اس ایک رات کو عبادت میں گزار دے گویا اس نے اسی برس اور چار ماہ سے زیادہ عبادت میں گزار دیئے اور اس زیادتی سے بھی نہ جانے کتنی زیادتی مراد ہے کہ ہزار مہینے سے اور کتنی زیادتی ہو' قدر دانوں کے لئے حقیقتاً یہ اللہ تعالیٰ کی بے بہا نعمت ہے۔

در منثور میں منقول ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر حق تعالیٰ نے میری امت کو مرحمت فرمائی ہے' پہلی امتوں کو نہیں ملی۔

اس بارے میں مختلف روایات ہیں کہ اس انعام کا سبب کیا ہوا؟ بعض احادیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت بہت ہوئی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں' اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے تھے۔ اس پر اللہ کے لاڈلے رسول کو رنج و غم ہوا' اس پر اللہ رب العزت نے یہ رات عنایت فرما دی کہ جو ایک رات میں عبادت

کرے گا گویا اس نے ہزار ماہ سے زیادہ عبادت کی۔ اگر کوئی خوش نصیب دس راتیں پالے تو گویا اس نے آٹھ سو تینتیس برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ عبادت میں گزار دیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار حضرات کا ذکر فرمایا: حضرت ایوبؑ حضرت زکریاؑ، حضرت حزقیلؑ حضرت یوشعؑ (علیٰ نبینا وعلیہم السلام) کہ اسی اسی برس تک اللہ کی یاد میں مشغول رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ سے روگردانی نہیں۔ اس پر صحابہ کرامؓ کو حیرت ہوئی کہ ہم پھر کب ان حضرات کی برابری کر سکتے ہیں۔ تو حضرت جبرائیلؑ حاضر خدمت ہوئے اور سورۃ القدر سنائی۔ اس سلسلہ میں اور روایات بھی موجود ہیں۔

کس قدر قابل رشک ہیں وہ لوگ جن سے شب قدر کی عبادت کبھی فوت نہیں ہوئی۔ البتہ اس رات کے تعین میں علماءِ امت کے درمیان بہت کچھ اختلاف ہے بس مختصر یہ کہ رمضان المبارک میں ہے اور بعض احادیث میں آخر عشرہ کی طاق راتوں میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

مثلاً اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں، انتیسویں، بہتر یہ ہے کہ اخیر عشرہ پورے کا پورا اس کی تلاش میں گزار دیا جائے۔ بعض روایات میں ستائیسویں کی طرف راجح اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ کھڑا رہا۔ اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھے یا کسی اور عبادت میں مشغول رہے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک ایسا مہینہ آیا ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ جو اس رات سے محروم رہ گیا وہ ساری خیر سے محروم رہ گیا۔ اور اس کی بھلائی سے وہی محروم رہتا ہے جو کہ حقیقی محروم ہو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل ملائکہ کی جماعت کو لے کر زمین پر اترتے ہیں اور اس شخص کے لئے جو کھڑا ہوا یا بیٹھا اللہ کا ذکر کر رہا ہے، عبادت میں مشغول ہے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت لیلۃ القدر میں دنیا کے آسمان پر تشریف فرما ہوتے ہیں، یعنی تجلی فرماتے ہیں اور ندا دی جاتی ہے کہ ہے کوئی گناہ بخشوانے والا! کہ ہم اس کے گناہ بخش دیں، ہے کوئی رزق چاہنے والا! کہ اس کو رزق دے دیں، ہے کوئی اولاد کا طالب! اس کی مراد پوری کر دیں، غرض اسی طرح فجر تک ندائیں دی جاتی ہیں، خود قرآن پاک میں سورۂ قدر میں اس طرف اشارہ ہے، اس لئے اس رات کو غنیمت جاننا چاہئے۔

بلکہ اس عشرہ مبارکہ میں باقی ایام سے زیادہ محنت کرنی چاہئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کام کرنا تو کجا اس کام کی نقل اتارنا بھی ہمارے لئے سرمایہ سعادت اور نجات کا باعث ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

اگر تو ان میں سے نہیں تو ان کی شکل ہی بنالے

کیونکہ بزرگوں کی نقل بھی کامیابی ہے بس سمجھ لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے محبوب ہیں، تو حضور کی مشاکلت اور مشابہت بھی اللہ کو محبوب ہوئی، دیکھئے! حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جب ساحروں سے مقابلہ ہوا اور وہ ایمان لائے، فرعون ایمان نہ لایا تو سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے حق تعالیٰ سے دریافت کیا کہ: اس کی کیا وجہ ہے کہ ساحر تو دولت ایمان سے نوازے گئے اور فرعون محروم رہا، حالانکہ میں تو فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا؟

جواب ارشاد ہوا کہ: یہ ساحر آپ کے مقابلے میں آئے تھے تو آپ کی وضع بنا کر آئے تھے، جس طرح کا لباس آپ نے پہنا ہوا تھا اسی لباس میں یہ لوگ آئے تھے ہماری رحمت نے گوارا نہ کیا کہ جو شخص میرے محبوب کی شکل بنا کر آئے وہ محروم واپس جائے۔ اس لئے ان کو ہدایت ہوگئی، حدیث شریف میں ہے:

"جو کسی قوم کی شکل بنائے وہ ان میں شمار ہوگا۔"

جو نیکوں کی صورت بنائے وہ ان میں شمار ہوگا اور جو بروں کی صورت بنائے وہ ان میں شمار ہوگا۔

ایک دوسری حدیث میں اور بھی تصریح آتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر رونا نہیں آتا تو رونے والی شکل ہی بنالے۔"

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اگر میں لیلۃ القدر کو پالوں تو اس میں کیا کروں؟ فرمایا یہ دعا کرو:

"اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنی۔"

لیلۃ القدر کی بعض علامات ہیں مثلاً رقت کا آنا، دعاؤں میں دل لگنا، ذکر کو دل چاہنا وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک ہو سکے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں بالخصوص بہت زیادہ عبادت کرنی چاہئے۔ نہ جانے پھر نصیب ہو یا نہ ہو کتنے بھائی ایسے ہوں گے جنہوں نے گزشتہ رمضان کے روزے ہمارے ساتھ رکھے ہمارے ساتھ تراویح پڑھیں لیکن اس رمضان کے آنے سے قبل ہی وہ قبروں میں جا پہنچے۔ اب بھی بہت لوگ ایسے ہوں گے جو اگلے سال اس دنیا میں نہیں ہوں گے اس لئے وقت کو غنیمت جان کر جتنی بھی اللہ سے معافی چاہی جائے اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے جتنا رویا جائے کم ہے، وہ تو دینے کو تیار بیٹھے ہیں، کوئی مانگے بھی:

"جلوۂ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں"

جنت میں گھر بنائیے!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۱۷-بی جناح لطیف ٹاؤن کراچی کا خوبصورت ماڈل۔۔
آیئے۔۔اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے
رابطہ: 0300-9899402 0321-2277304

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

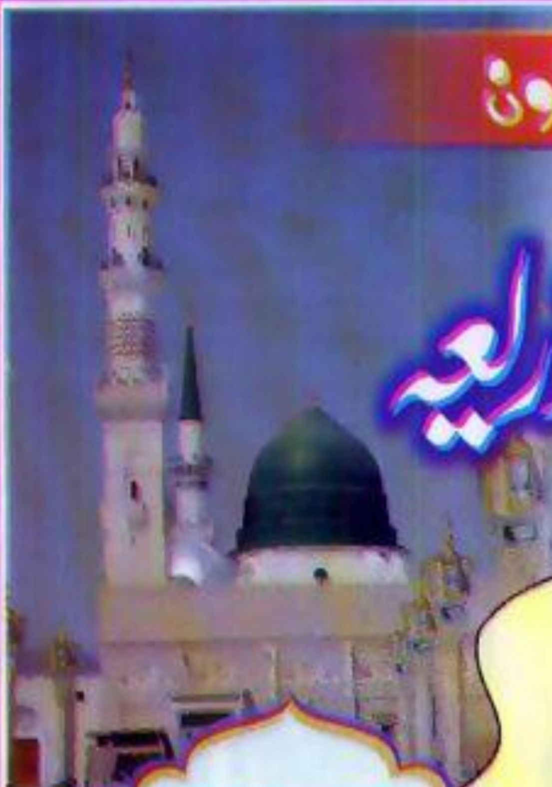

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقات جاریہ میں

شرکت کے لئے زکوۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد

امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 22 4583486-45141 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تا کہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔